آیاتها ۷۷ ﴿ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۵ ﴾ رکوعاتها ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل میں'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام مالک، امام شافعی، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں سورۂ فرقان کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے ان کی قرأت کو سنا تو وہ اس سورت کے زائد الفاظ پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز کی حالت میں اس پر حملہ کر دیتا۔ میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا۔ میں نے اسی کی چادر کو اس کے گریبان میں ڈالا اور کہا جو سورت تو ابھی پڑھ رہا تھا وہ تجھے کس نے سکھائی ہے؟ میں اسے گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے عرض کی! میں نے اسے سورۂ فرقان ایسے الفاظ (2) کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام سے فرمایا: اسے پڑھو۔ اس نے سورۂ فرقان پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی۔ پھر فرمایا: اے عمر! تم پڑھو۔ میں نے اس سورت کو پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی۔ یہ قرآن سات الفاظ پر نازل ہوا جیسے سہولت سمجھو اسے پڑھو۔(3)

امام ابن انباری رحمہ اللہ ''مصاحف'' میں حضرت حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور سورۂ فرقان کی تلاوت کی، ایک آیت کو چھوڑ دیا۔ جب سلام پھیرا فرمایا کیا لوگوں میں ابی موجود ہے؟ حضرت ابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا میں نے ایک آیت نہیں چھوڑی؟ عرض کی! بات ایسے ہی ہے۔ فرمایا تو نے مجھے لقمہ کیوں نہیں دیا؟ عرض کی! میں نے گمان کیا شاید وہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ میں اس کو بھول گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ روایت میں ''حروف'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں، لہجوں، محاورات اور الفاظ۔ للغات الحدیث میں یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

3۔ صحیح بخاری، باب فضائل القرآن، جلد 4، صفحہ 1909 (4706)، دار ابن کثیر دمشق

marfat.com
Marfat.com

فِي الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝۲ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ
اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا
نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ۝۳ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ
ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ۝۴ وَ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ
بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ
يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷ اَوْ
يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹ تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا
بِالسَّاعَةِ ۫ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱

"بڑی (خیرو) برکت والا ہے وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر تا کہ وہ بن جائے سارے جہان والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا۔ وہ جس کے لیے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی اور نہیں بنایا ہے اس نے کسی کو بیٹا اور نہیں اس کا کوئی شریک سلطنت میں اور اس نے پیدا فرمایا ہے ہر چیز کو۔ پس اس نے مقرر کیا ہے ہر چیز کا ایک اندازہ۔ اور بنا رکھے ہیں انہوں نے خدائے برحق کو چھوڑ کر ایسے خدا جو پیدا نہیں کر سکتے کسی چیز کو اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور نہیں قدرت رکھتے اپنے آپ کو نقصان (سے بچانے) کی اور نہ نفع پہنچانے کی اور نہیں طاقت رکھتے کسی کو مارنے کی اور نہ زندہ کرنے کی اور نہ مرنے کے بعد جلانے کی۔ اور کہنے لگے کفار کہ نہیں یہ (قرآن) مگر محض بہتان جو گھڑ لیا ہے اس نے اور مدد کی ہے اس کی اس معاملہ میں ایک دوسری قوم نے۔ سو یہ (کہہ کر) انہوں نے بڑا ظلم کیا ہے اور سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور کفار نے کہا یہ تو افسانے

marfat.com
Marfat.com

ہیں پہلے لوگوں کے اس شخص نے لکھوایا ہے انہیں۔ پھر یہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اسے ہر صبح وشام (تا کہ از بر ہو جائیں)۔ آپ فرمایئے اتارا ہے اس کو اس (خدا) نے جو جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سارے رازوں کو۔ واقعی وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور کفار بولے: کیا ہوا ہے اس رسول کو کہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا پھرتا ہے بازاروں میں۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ اتارا جاتا اس کی طرف کوئی فرشتہ اور وہ اس کے ساتھ مل کر (لوگوں کو) ڈراتا یا (ایسا کیوں نہ ہوا) کہ اتارا جاتا اس کی طرف خزانہ یا (کم از کم) اس کا ایک باغ ہی ہوتا، کھایا کرتا اس (کی آمدنی) سے اور ان ظالموں نے (یہاں تک) کہہ دیا کہ تم پیروی نہیں کر رہے ہو مگر ایک ایسے شخص کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ تو کیجئے کیسے بیان کرتے ہیں آپ کے متعلق طرح طرح کی مثالیں سو وہ (اس بے ادبی کے باعث) گمراہ ہو گئے۔ پس وہ راہ نہیں پا سکتے۔ بڑی (خیرو) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لیے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کے لیے بڑے بڑے محلات۔ بلکہ یہ تو جھٹلاتے ہیں قیامت کو۔ اور ہم نے تیار کر رکھی ہے ان کے لیے جو جھٹلاتے ہیں قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تَبٰرَكَ برکت سے تفاعل کے وزن پر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں الْفُرْقَانَ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام، اس کے شرائع اور دین کے احکام ہیں۔ اسی قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو اپنی طرف سے نذیر بنا کر بھیجا تا کہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں اور ان واقعات سے ڈرائیں جو سابقہ قوموں میں ہوئے اور اپنی مخلوق کی ہر چیز کے لیے اس کی استعداد اور صلاحیت کو بیان کیا اور اس کے لیے ایک معین مقدار بنائی۔ اٰلِهَةً سے مراد وہ بت ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ خالق ورازق تو اللہ تعالیٰ ہے جبکہ یہ بت تو بنائے جاتے ہیں۔ یہ خود کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے۔ نہ یہ نقصان پہنچاتے ہیں نہ ہی نفع۔ یہ موت، زندگی اور دوبارہ اٹھانے کے مالک نہیں۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں یہ قرآن محض جھوٹ ہے۔ اس پر دوسرے لوگوں نے حضور ﷺ کی مدد کی ہے۔ ان مشرکوں نے بہت ظلم کیا اور جھوٹ بولا ہے۔ اور ان مشرکوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے جھوٹ اور ان کی باتیں ہیں۔ کفار نے اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھاتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں۔ ان کی طرف فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا جو ان کے ساتھ لوگوں کو ڈراتا یا ان کے لیے خزانہ کیوں نہیں یا ان کے لیے باغ کیوں نہیں جس سے یہ اپنا رزق حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس سے بہتر اپنے محبوب کو عطا فرما سکتی ہے جو کفار کہتے ہیں اللہ کی قسم! جو آدمی جنت میں داخل ہوگا، وہ ایسے محلات پائے گا جو نہ بوسیدہ ہونگے اور نہ ہی گریں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں

marfat.com
Marfat.com

بھی لفظ اِفْكٌ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد جھوٹ ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ سے مراد یہودی اور زُوْرًا سے مراد جھوٹ ہے۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابوالبختری، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاصی بن وائل اور نبیہ بن حجاج اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف پیغام بھیجو، اس سے بات چیت کرو اور دلیل کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرو تا کہ تم اس کے بارے میں اعتراض سے بری ہو جاؤ۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس لیے آدمی بھیجا ہے تا کہ ہم پر کوئی اعتراض نہ رہے جو چیز تم لائے ہو۔ اگر اس سے تمہارا مقصود مال حاصل کرنا ہے تو اپنے اموال تیرے لیے جمع کیے دیتے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرف کے طالب ہیں تو ہم تمہیں سردار بنائے دیتے ہیں۔ اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تمہیں بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم کہتے ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں جو چیز تمہارے پاس لایا ہوں اس کے ساتھ میں تمہارے اموال کی کوئی طلب نہیں رکھتا، نہ تم میں سرداری چاہتا ہوں اور نہ ہی تمہارے اوپر حکومت چاہتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے بشیر اور نذیر بن جاؤں، میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ میں تمہارے لیے مخلص ہوں۔ اگر تم وہ پیغام حق قبول کر لو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت تمہاری اگر تم میری دعوت کو رد کرو تو میں اللہ کا حکم آنے تک صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ ہم نے تیرے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر تو اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تو اپنے لیے اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے جو اس امر کی تصدیق کرے جو تم کہتے ہو اور ہمیں تیری جانب سے جواب دے اپنے رب سے اپنے لیے باغات اور سونے چاندی کے محلات کا سوال کرو جو تم چاہتے ہو۔ اس بارے میں یہ چیزیں تمہیں نفع دیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار جاتے ہیں جس طرح ہم روزی کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ آپ بھی تلاش کرتے ہیں تا کہ ہم آپ کی فضیلت اور اللہ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو پہچان سکیں۔ اگر تم رسول ہو جس طرح تمہارا خیال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: میں ایسا کرنے والا نہیں نہ مجھے یہ زیبا ہے کہ اپنے رب سے ایسا سوال کروں نہ مجھے اس مقصد کے لیے مبعوث کیا گیا ہے بلکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ..... وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ یعنی میں نے تم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 215، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا تاکہ تم صبر کرو۔ اگر میں چاہتا کہ میں اپنے رسول کے ساتھ دنیا بنا دوں اور اس کے باعث تم اس کی مخالفت نہ کرو گے تو میں ایسا کر دیتا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ سے مراد ولید بن مغیرہ اور دار ندوہ والے اس کے ساتھی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا میں سَبِيْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کوئی نکلنے کا ایسا راستہ نہیں پاتے جو نہیں ان امثال سے نکال دے جن کا اس نے تمہارے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان جَنّٰتٍ تَجْرِيْ میں جنات سے مراد باغات ہیں اور قُصُوْرًا سے مراد ایسے مکانات ہیں جو پختہ بنائے گئے ہوں پتھر کا جیسا بھی مکان دیکھتے اسے قصر کہتے۔

امام واحدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو فاقہ و تنگ دستی کی عار دلائی تو رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے غمگین ہوئے۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے عرض کی: آپ ﷺ کا رب سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ پھر جنتیوں کا رضوان فرشتہ حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ نور کی ایک ٹوکری تھی جو چمک رہی تھی۔ یہ عرض کی یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مشورہ کی غرض سے جبرئیل امین کی طرف دیکھا۔ جبرئیل امین نے زمین پر ضرب لگائی کہ آپ ﷺ تواضع اختیار کریں۔ فرمایا اے رضوان! مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں تو ندا دی گئی اپنی نظر اٹھایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی تو آسمانوں کے دروازے عرش تک کھول دیے گئے۔ جنات عدن کو ظاہر کر دیا گیا۔ حضور ﷺ نے انبیاء کی منازل کو دیکھا اور انہیں پہچان لیا جبکہ حضور ﷺ کی منزل انبیاء کی منازل سے بھی بلند تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اسی پر راضی ہوں۔ علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ رضوان لائے تھے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین کے ایسے خزانے اور ان کی چابیاں عطا کر دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیے جائیں گے اور یہ چیز اس اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے لیے موجود ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اسے آپ کے لیے آخرت میں جمع کر دوں حضور ﷺ نے عرض کی: اسے میرے لیے آخرت میں جمع کر دے تو اللہ تعالیٰ نے تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے عرض کی: یہ فرشتہ ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکا ہوا ہے۔ یہ اس سے قبل زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے آپ کی زیارت کے لیے اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے تو اسے اذن دیا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، جلد 6، صفحہ 327 (31800)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

کہ وہ فرشتہ آ گیا عرض کی السلام علیك یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ نے فرمایا وعلیك السلام اس فرشتے نے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خبر دیتا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر شے کے خزانے اور ہر شے کی چابیاں دے دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قبل کسی کو عطا نہیں کیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے جو ذخیرہ کیا ہے اس میں کمی نہیں فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ میرے لیے ان دونوں کو آخرت میں جمع فرمادے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾

"جب یہ آگ دیکھے گی انہیں دور سے تو وہ سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ کی مراد ایک سو سال کی مسافت نقل کی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی بھی کوئی آنکھ ہے؟ فرمایا ہاں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا: اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ جہنم اپنی آنکھوں سے ہی دیکھے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن دریک رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو یا اس نے اپنی نسبت اپنے والدین کے علاوہ کسی اور کی طرف کی یا اپنے موالی کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی دو آنکھیں ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو جہنم کی طرف گھسیٹا جارہا ہوگا تو وہ اس کے لیے خچر جیسی آواز (یا سانس باہر) نکالے گی۔ پھر وہ ایک سانس اندر لے جائے گی تو کوئی آدمی بھی ایسا نہ ہوگا مگر ڈر جائے گا (3) بے شک جہنمی کے کانوں کی لوؤں اور اس کے دو کندھوں کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی۔ بے شک جہنم میں پیپ کی وادیاں ہیں جس کو ایک پیمانہ میں ڈالا جائے گا۔ پھر اسے اس کے منہ میں انڈیل دیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عبید بن عمیر سے سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنم ایک سانس لے گی تو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل رہے گا مگر اس کے کندھے اور چھاتی کا درمیانی حصہ کانپنے لگے گا، یعنی وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو جائیگا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے گھٹنوں کے بل

1۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 373 (653)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 221 3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

بیٹھ جائیں گے اور عرض کریں گے اے میرے رب! میں آج تجھ سے اپنی ذات کے علاوہ کسی کے حق میں سوال نہیں کرتا۔(1)

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے اہوال میں حضرت عطاف بن خالد سے روایت نقل کی ہے: اس روز (قیامت) جہنم لائی جائے گی، جہنم کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا، اسے ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ جب جہنم لوگوں کو دیکھے گی تو ایک سانس لے گی تو کوئی نبی اور کوئی صدیق باقی نہیں بچے گا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے بچا لے اے میرے رب! مجھے بچا لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کر رہے ہوں گے میری امت میری امت (کو بچا لے)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ جہنم کی آواز صبح و شام سنتی ہے مگر جن وانس نہیں سنتے جن کے اوپر حساب وعقاب ہوگا۔

امام آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ سے مراد ایک سو سال کی مسافت ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جہنم کو لایا جائے گا جسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا اور ہر لگام کو فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا۔ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو ہر نیک اور گناہ گار پر غالب آ جائے۔ وہ ایک سانس لے گی تو آنسوؤں کا کوئی قطرہ بھی نہیں ہوگا مگر وہ جلدی سے باہر نکل پڑے گا۔ پھر وہ دوسری دفعہ سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور دل اوپر والی ہنسلی تک جا پہنچیں گے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو ایک جگہ جمع فرمائے گا۔ فرشتے صف در صف اتریں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل امین سے فرمائے گا جہنم کو لے آ۔ وہ جہنم کو لے آئیں گے۔ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا یہاں تک کہ جب جہنم لوگوں سے ایک سال کی مسافت پر ہوگی تو وہ ایک سانس لے گی تو مخلوقات کے دل اڑ جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ اور مرسل نبی نہیں ہوگا مگر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ سانس لے گی تو دل ہنسلی کی ہڈی تک آ پہنچیں گے۔ عقلیں ماءوف ہو جائیں گی یہاں تک ہر انسان اپنے عمل کی طرف جلدی کرے گا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے: میری خلت کا واسطہ آج میں تجھ سے صرف اپنی نجات کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: مجھے جو تو نے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا میں اس کے وسیلہ سے صرف اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے جس شرف سے تو نے مجھے نوازا اس کے واسطہ سے میں تجھ سے اپنی ذات کے بارے میں التجا کرتا ہوں، میں حضرت مریم کے بارے میں سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جنا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کریں گے: میری امت میری امت، آج میں تیری بارگاہ اقدس میں اپنی ذات کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جواب ارشاد فرمائے گا: خبردار! تیری امت میں سے جو میرے دوست ہیں ان پر کوئی خوف اور کوئی حزن نہیں، مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیری امت کے بارے میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور حکم کا انتظار کریں گے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 221، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 375، مکتبۃ الخانجی مصر

marfat.com
Marfat.com

وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾

''اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس آگ میں کسی تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑ کر تو پکاریں گے وہاں موت کو۔ (کہا جائے گا بدبختو!) نہ مانگو آج ایک موت بلکہ مانگو بہت سی موتیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحیٰ بن ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! انہیں جہنم میں ایسے زبردستی داخل کر دیا جائے گا جیسے دیوار میں کیل داخل کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ مختلف سندوں سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوایوب رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا کا یہ مفہوم نقل کرتے ہیں کہ جیسے نیزے کا پچھلا حصہ نیزے میں ہوتا ہے۔

ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے قتادہ کے واسطہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ حضرت عبداللہ کہا کرتے تھے کہ جہنم کافر پر یوں تنگ ہوگی جیسے کہ زج نیزے پر تنگ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے مُّقَرَّنِيْنَ کا معنی کیا: ان کے ہاتھوں کو جکڑ دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہلاکت کو پکاریں گے اور کہیں گے واهلاكاه، واهلكتاه۔ ہائے ہلاکت۔ انہیں کہا جائے گا آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا حلہ پہنایا جائے گا۔ وہ اسے اپنے آبروؤں پر رکھے گا اور اسے اپنے پیچھے گھسیٹے گا جبکہ اس کی ذریت اس کے بعد ہوگی جبکہ وہ یہ پکار رہا ہوگا یاثبورا ہائے موت! اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت یہاں تک کہ جہنم کے پاس جا کر وہ کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا ہائے ہلاکت اور اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت۔ تو انہیں کہا جائے گا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثُبُوْرًا کا معنی ویل اور ہلاکت ہے۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

''ان سے پوچھیے (ذرا بتاؤ) یہ بھڑکتی ہوئی آگ بہتر ہے یا دائمی جنت جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے۔ ہوگی یہ جنت ان کے اعمال کا صلہ اور (ان کی زندگی کا) انجام۔ ان کے لیے اس میں ہر وہ نعمت ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے، وہاں ہمیشہ رہیں گے، آپ کے رب کے ذمہ وعدہ ہے جس کا ایفاء لازم ہے۔''

امام ابن حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا اور ٹھکانہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا جو آدمی فوت ہو جبکہ وہ شراب پیتا ہو تو آخرت میں اسے نہ پی سکے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو۔ عطاء نے کہا میں نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے: لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ۔ کعب نے کہا وہ اسے بھول جائے گا اور اسے یاد نہیں رہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں سوال کرو، تمہارے لیے اس وعدہ کو پورا کیا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت سعید بن ہلال رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں: فرشتے اس کے لیے سوال کریں گے۔ سعید نے کہا میں نے ابوحزم کو کہتے ہوئے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا مومن کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تیرے لیے عمل کیا اس حکم کی وجہ سے جو تو نے ہمیں دیا، اب تو نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کا یہی مفہوم ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾

''اور جس روز (محشر میں) اللہ انہیں اکٹھا کرے گا اور ان (باطل خداؤں) کو جنہیں یہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا (ان معبودوں سے) کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں کو یا وہ خود ہی سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے (ہر عیب سے) ہمیں یہ بات زیبا نہ تھی کہ ہم بناتے تیرے سوا کسی غیر کو دوست لیکن تو نے آرام و آسائش عطا کی انہیں اور ان کے آباء کو یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا تیری یاد کو اور (یوں) وہ لوگ تباہ و برباد ہوگئے۔ (اے کفار!) تمہارے معبودوں نے تمہیں جھٹلا دیا جو تم کہتے ہو، پس اب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

تم اپنے سے عذاب کو پھیر سکتے ہو اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور جس نے ظلم کیا تم میں سے تو ہم چکھائیں گے اسے عذاب بڑا۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر اور ملائکہ سے یہ سوال پوچھا جائے گا۔ (1)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ نَتَّخِذَ ہے یا نُتَّخَذَ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نون کے نصب کے ساتھ سنا ہے، میں نے ان سے الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ (الروم) کے بارے میں پوچھا کہ غُلِبَتِ معروف کا صیغہ ہے یا مجہول کا؟ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غُلِبَتِ الرُّوْمُ پڑھایا ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علقمہ کے پاس مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ کی قرأت کی اور نتخذ کو مجہول کا صیغہ پڑھا تو حضرت علقمہ نے کہا: یہ معروف کا صیغہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے مجہول کا صیغہ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کا قول ہے جن کی عبادت کی جاتی تھی اور کہا بورا کا معنی تباہ ہونے والا کیونکہ کبھی بھی کوئی قوم کو نہ بھولی مگر وہ تباہ و برباد ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بُوْرًا کا معنی ہلاک ہونے والا نقل کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَوْمًۢا بُوْرًا کے بارے میں بتائیے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عمان کی لغت کے مطابق اس کا معنی ہلاک ہونے والا ہے۔ عمان یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

فَلَا تَكْفُرُوْا مَا قَدْ صَنَعْنَا اِلَيْكُمْ وَكَافِرًا بِهِ فَالْكُفْرُ بُوْرٌ لِصَانِعِهٖ۔

"جو کچھ ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس کی ناشکری نہ کرو۔ بے شک ناشکری نیکی کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُوْرًا عمان کی زبان کا لفظ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا معنی سخت دل روایت کیا ہے جن میں کوئی بھلائی نہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بُوْرًا کا معنی ہلاک ہونے والی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 224 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 270 (2972)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے اور فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام،
حضرت عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو پاک ہے، ان لوگوں کے سوا تو ہی ہمارا پروردگا
رہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے تھے انہوں نے تمہاری تکذیب
کردی جبکہ انہوں نے مشرکوں کو جھٹلایا، مشرک نہ عذاب کو دور کرنے کی استعداد رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے بہتر کتابیں پڑھیں جو آسمانوں سے نازل ہوئیں۔
میں نے کوئی ایسی کتاب نہیں سنی جس میں قرآن سے بڑھ کر ظلم پر عتاب کیا گیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ
اس امت کا فتنہ ظلم میں ہوگا۔ جہاں تک دوسری کتابیں ہیں ان میں زیادہ عتاب شرک اور بت پرستی کے بارے میں ہے۔

عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو مشرک ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسکا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو شرک کرے۔(3)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾

''اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے اور چلا پھرا کرتے بازاروں میں اور ہم
نے بنا دیا تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش کیا۔ تم (اس آزمائش میں) صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب سب
کچھ دیکھ رہا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے
قبل بھی رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے
روایت نقل کی ہے: فقیر کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اللہ تعالیٰ مجھے فلاں کی طرح غنی بنا دیتا، بیمار کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو
فلاں آدمی کی طرح مجھے صحت مند بنا دیتا، نابینا کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فلاں آدمی کی طرح مجھے بینا بنا دیتا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فِتْنَةً کا معنی دنیا میں باہم فضیلت، قدرت اور قہر لیا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے فِتْنَةً کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایک پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے اور دوسرے پر رزق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 225,27,28، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 452 (2081)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 227
4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 219 (10072)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کو وسیع کر دیتا ہے۔ میرے رب نے مجھے وہ عطا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے فلاں کو عطا کیا ہے۔ کسی انسان کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں آدمی کی طرح تندرست نہیں کیا، اس قسم کی آزمائشوں میں اسے ڈالا جاتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ کون صبر کرتا ہے اور کون جزع فزع کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور جزع فزع کرنے والے کو جانتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام کو غنی کر دیتا، تم میں کوئی بھی فقیر نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو فقیر بنا دیتا، تم میں سے کوئی بھی امیر نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزماتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارے غلاموں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ مسلمان لوگ ہیں، یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، ہمارے ساتھ روزے رکھتے ہیں، کیا ہم انہیں مار سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے گناہوں اور ان کو دی جانے والی سزاؤں کا وزن کیا جائے گا۔ اگر تمہاری سزائیں ان کے گناہوں سے زیادہ ہوں گی تو تم سے لے کر انہیں دیا جائے گا۔ عرض کی ہم انہیں جو گالیاں دیتے ہیں اس کے بارے میں ہمیں بتائیں؟ فرمایا ان کے گناہوں اور تم انہیں جو اذیت دیتے ہو اس کا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری اذیتیں زیادہ ہوئیں تو تم سے لے کر انہیں اجر دے دیا جائے گا۔ اس آدمی نے عرض کی: میں کسی ایسے دشمن کے بارے میں نہیں سنتا جو ان غلاموں سے بڑھ کر میرے قریب ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً کی تلاوت کی۔ اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے بچے کو مارتا ہوں۔ اس بارے میں مجھے بتایئے حضور ﷺ نے فرمایا: تیری اولاد کے بارے میں تجھ پر کوئی تہمت نہ ہوگی، تاہم اپنے آپ کو اس حال میں خوش نہ کر کہ خود سیر ہو اور وہ بچہ بھوکا رہے اور نہ ہی خود پہن اور وہ ننگے رہیں۔(2)

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾

"اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے تھے ہم سے ملنے کی کہ کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو، وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اپنے دلوں میں اور انہوں نے حد سے بڑھ کر سرکشی کی۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ قریش کے کفار کا قول تھا، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی امید نہیں رکھتے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے جاتے یا ہم اپنے رب کو خود دیکھتے اور وہ ہمیں بتاتے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے لَا يَرْجُوْنَ کا معنی وہ سوال نہیں کرتے نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ نوادر الاصول، باب فی حد التادیب فی المملیک، صفحہ 20، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 5

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہوں نے کفر میں سختی کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں عُتُوٌّ سے مراد تکبر ہے۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾

''جس روز وہ دیکھیں گے فرشتوں کو تو کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اس روز مجرموں کے لیے اور فرشتے کہیں گے تمہارے لیے (جنت کا داخلہ) قطعاً حرام ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں يَوْمَ سے مراد یوم قیامت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن کو بشارت دی جائے گی۔ جب کفار یہ منظر دیکھیں گے تو فرشتوں سے عرض کریں گے: ہمیں بھی خوشخبری دو۔ تو فرشتے کہیں گے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں بشارت دیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی عوذا معاذاً روایت کیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں، یہ بات قطعاً حرام ہے کہ آج مومنین کے سوا کسی اور کے لیے بشارت ہو۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ملائکہ کہیں گے کفار پر قیامت کے دن بشارت قطعاً حرام ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے کہیں گے کفار پر اس وقت بشارت قطعاً حرام ہے جب تم ہمیں دیکھو گے۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا معنی قطعی حرام ہے یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں ایسی خوشخبری دیں جیسی خوشخبری ہم متقین کو دیتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جسے عرب بولتے ہیں جب کسی آدمی پر مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتا حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنی قطعی حرام۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب عورت ناپسندیدہ چیز دیکھتی تو وہ کہتی حِجْرٌ مِّنْ هٰذَا۔ یعنی اس سے پناہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 453 (2082)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کے زلزلے برپا ہوں گے اور اس کے زلزلوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ جائے گا، اس روز وہ کمزور ہوگا جبکہ فرشتے اس کی اطراف میں ہوں گے۔ ہر شے اپنی وسعت کے باوجود پھٹ جائے گی۔ یہ پھٹنے کا سلسلہ آسمان سے شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے متعلق ہے: فرشتے کہیں گے اے مجرمو! یہ امر تمہارے لیے قطعی حرام ہے کہ جب تم ہمیں دیکھو گے تو تمہارے لیے بشارت ہو۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

''اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور انہیں گرد وغبار بنا کر اڑا دیں گے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے دنیا میں جو بھلائی کے کام کیے مگر انہیں قبولیت حاصل نہ ہوئی ان کی طرف متوجہ ہوں گے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد سورج کی وہ شعاع ہے جو سوراخ سے نکلتی ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ هَبَآءً سے مراد غبار والی ہوا ہے، جو پھیلتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو بھی اسی طرح کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ چیز ہے جو آگ سے اڑتی ہے۔ جب آگ بھڑکتی ہے تو اس سے شرارے اڑتے ہیں۔ جب وہ شرارہ زمین پر گرتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ پانی جو بہا دیا جائے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان یا چھوٹے سوراخ سے آتی ہے اگر تو اس کو پکڑنا چاہے تو تو اس کی طاقت نہ رکھے۔(3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ سوراخ سے آنے والی سورج کی شعاع۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے معنی نقل کیا ہے: سورج کی وہ شعاع جو سوراخ سے نکل کر آتی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور عامر رحمہما اللہ سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا معنی سورج کی شعاع نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی غبار نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 9 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 8
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے کہ اس سے مراد درخت کے وہ چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جنہیں ہوائیں اڑاتی ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معلّٰی بن عبیدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھَبَآءً سے مراد راکھ ہے۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت سالم جو حضرت ابوحذیفہ کے غلام ہیں سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک قوم لائی جائے گی جن کی نیکیاں تہامہ پہاڑ جتنی ہوں گی۔ جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ھَبَآءً بنادے گا۔ پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت سالم نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا ہمارا اس قوم سے تعلق ہے؟ فرمایا وہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور رات کا کچھ حصہ سوتے تھے لیکن جب ان پر کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو اس پر جھپٹ پڑتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل کردیا۔

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ یَوۡمَىِٕذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴿۲۴﴾

''اہل جنت کا اس دن بہت اچھا ٹھکانا ہوگا اور دوپہر گزارنے کی جگہ بڑی آرام دہ ہوگی''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: بہترین منزل اور عمدہ ٹھکانہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مَقِیۡلًا کا معنی لوٹنے کی جگہ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت کے بالا خانوں میں اس کا ٹھکانہ ہوگا، ان کا حساب ان کے رب کے حضور ایک دفعہ پیش کیا جائے گا اور یہ آسان حساب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا ﴿۹﴾ (انشقاق)(2)

امام ابن مبارک نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ قیامت کے روز دن نصف النہار تک نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر یہ آیات تلاوت کیں اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ یَوۡمَىِٕذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا، ثُمَّ اِنَّ مَقِیۡلَهُمۡ لَاِلَی الۡجَحِیۡمِ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: چاشت کا وقت ہوگا تو اولیاء اللہ پلنگوں پر حوروں کے ساتھ قیلولہ کررہے ہونگے اور اللہ کے دشمن شیاطین کے ساتھ جکڑے ہوئے ہونگے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دیر تک لوگوں کے حساب سے فارغ ہوجائے گا۔ جنتی جنت میں قیلولہ کریں گے اور جہنمی جہنم میں قیلولہ کریں گے۔ اس آیت کریمہ کا یہی مفہوم ہے۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن صواف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ قیامت کا دن مومن پر مختصر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 9، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 437 (3516)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 9

marfat.com
Marfat.com

ہوگا یہاں تک کہ اتنے وقت کا ہوگا جتنا عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہوگا تو جنتی جنت کے باغوں میں قیلولہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی بہترین جائے پناہ اور منزل نقل کیا ہے۔ قتادہ نے کہا صفوان بن محرز نے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دو آدمیوں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ایک دنیا میں بادشاہ تھا۔ اس کا محاسبہ ہوگا۔ وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے کوئی بھلائی کا کام نہ کیا ہوگا۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ دوسرا وہ ہوگا جس کے پاس دنیا میں صرف ایک چادر تھی۔ اس کا حساب لیا جائے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو نے مجھے کوئی چیز عطا ہی نہیں کی کہ تو میرا اس بارے میں کوئی حساب لے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچی بات کی، اسے چھوڑ دو۔ تو اسے جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ پھر جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں یوں ہی رہنے دیا جائے گا۔ پھر جہنمی کو بلایا جائے گا تو وہ سیاہ کوئلہ کی طرح ہوگا۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے آرام کی جگہ کو کیسے پایا؟ تو وہ عرض کرے گا آرام کرنے کی جگہ بہت بری ہے۔ اسے کہا جائے گا واپس اپنی جگہ لوٹ جا۔ پھر جنتی کو بلایا جائے گا تو وہ ایسے ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند ہو۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے قیلولہ کی جگہ کو کیسے پایا۔ تو وہ عرض کرے گا میرے آرام کرنے کی بہترین جگہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا اپنی جگہ واپس چلا جا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس گھڑی کو جانتا ہوں جس میں جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ گھڑی ہوگی جو نصف النہار کی گھڑی ہے۔ جب لوگ قیلولہ کے لیے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں، جہنمی جہنم کی طرف چلے جائیں گے اور جنتیوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ ان کا قیلولہ جنت میں ہوگا۔ انہیں مچھلی کا دل کھلایا جائے گا تو سب سیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قیامت کے دن کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ دنیا کا دن ہوگا یا آخرت کا؟ فرمایا اس کا پہلا حصہ اس دنیا کے دن سے اور آخری آخرت سے ہوگا۔(2)

وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذِ اِلْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ﴿۲۶﴾

''اور یاد کرو جس روز پھٹ جائے گا آسمان اور بادل نمودار ہوگا اور اتارے جائیں گے فرشتے گروہ در گروہ۔ اس دن سچی بادشاہی (خداوند) رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں کے لیے بڑا مشکل ہوگا۔''

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ''الاھوال'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 41، صفحہ 100، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا یعنی جنوں، انسانوں، چوپاؤں، درندوں، پرندوں اور تمام مخلوقات کو جمع فرمائے گا۔ آسمان دنیا پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین زمین پر اتریں گے۔ ان کی تعداد زمین کے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ وہ جنوں انسانوں اور دوسری تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔ اہل زمین کہیں گے کیا تم میں ہمارا رب ہے تو وہ کہیں گے نہیں۔

پھر دوسرا آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین اتریں گے جبکہ ان کی تعداد آسمان دنیا کے رہنے والوں، جنوں انسانوں اور تمام مخلوقات سے زیادہ ہوگی۔ یہ دوسرے آسمان والے ان فرشتوں کو جو ان سے پہلے اترے تھے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر تیسرے آسمان والے اتریں گے۔ یہ پہلے اترنے والے فرشتوں، جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر چوتھے آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد تیسرے، دوسرے، پہلے اور اہل زمین کو گھیر لیں گے۔ پھر پانچویں آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد پہلوں سے بڑھ کر ہوگی۔ پھر چھٹے آسمان والے اور ساتویں آسمان والے ایسے ہی ہوں گے۔ ان کی تعداد اہل آسمان اور اہل زمین سے بڑھ کر ہوگی۔ پھر ہمارا رب بادل کے سائے میں جلوہ افروز ہوگا جبکہ اس کے اردگرد کروبین ہوں گے۔ ان کی تعداد ساتویں آسمان کے فرشتوں، انسانوں جنوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ یہ عرش کے اٹھانے والے ہیں۔ ان کی تسبیح، تحمید اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا غلغلہ برپا ہوگا۔ ان کے قدم کی پستی سے ٹخنے تک پانچ سو سال کی مسافت، ٹخنے سے گھٹنے تک پانچ سو سال کی مسافت، گھٹنے سے ران تک پانچ سو سال کی مسافت، ران سے ہنسلی کی ہڈی تک پانچ سو سال کی مسافت، ہنسلی کی ہڈی سے بالی کی جگہ تک پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ اس سے اوپر پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا بھی وہی معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی ہے فِیۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ (البقرہ:210) قیامت کے روز جس میں اللہ تعالیٰ آئے گا۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ بادل کی صورت پھٹ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائیں گے۔ اس بادل کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جنت میں نمودار ہوگا۔

وَ يَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِىۡ‌ؕ وَ كَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 613 (8699)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 11

marfat.com
Marfat.com

الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ﴿۳۱﴾

''اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول (مکرم) کی معیت میں (نجات کا) راستہ۔ ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست۔ واقعی اس نے بہکا دیا مجھے اس قرآن سے اس کے میرے پاس آ جانے کے بعد اور شیطان تو ہمیشہ سے انسان کو (مشکل کے وقت) بے یار و مددگار چھوڑنے والا ہے۔ اور رسول عرض کرے گا میرے رب! بلا شبہ میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اور اے حبیب! اسی طرح ہم نے بنائے ہر نبی کے لیے دشمن جرائم پیشہ لوگوں سے اور کافی ہے آپ کا رب (آپ کے لیے) منزل مقصود تک پہنچانے والا اور مدد فرمانے والا''۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی معیط (1) مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی اذیت نہیں دیا کرتا تھا۔ وہ ایک بردبار آدمی تھا۔ دوسرے قریشی آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے تو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ ابو معیط کا ایک دوست تھا جو موجود نہیں تھا اور شام میں رہتا تھا۔ قریش نے کہا کہ ابو معیط بے دین ہو گیا ہے۔ اس کا دوست رات کو شام سے واپس آیا۔ اس نے بیوی سے پوچھا محمد ﷺ جس حالت پر تھے اس کی وجہ سے ان کے ساتھ کیا کیا گیا۔ عورت نے جواب دیا وہ تو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ اس نے کہا کہ میرے دوست ابو معیط نے کیا کیا بیوی نے جواب دیا کہ وہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے بڑی تکلیف کی حالت میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ابو معیط اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ دوست نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ ابو معیط نے کہا کیوں کیا وجہ ہے تو مجھے سلام کا جواب نہیں دیتا؟ دوست نے کہا میں تجھے سلام کا جواب کیسے دوں جبکہ تو صابی ہو گیا ہے۔ ابو معیط نے کہا کیا قریش نے ایسا ہی کہا ہے؟ دوست نے کہا ہاں۔ ابو معیط نے کہا میرا کون سا عمل ان کے سینوں سے میری ناراضگی دور کرے گا؟ دوست نے کہا ہم حضرت محمد ﷺ کی مجلس میں جاتے ہیں، تم ان کے چہرے پر تھوکنا اور جتنی بری گالی تو جانتا ہے وہ اسے دینا اس نے ایسا ہی کیا۔ حضور ﷺ نے چہرے سے اس تھوک کو صاف کیا۔ مزید کچھ نہ کہا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اگر میں نے تجھے مکہ مکرمہ سے باہر دیکھا تو انتقام میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

جب غزوۂ بدر کا موقع آیا، اس کے ساتھی جنگ کے ارادہ سے نکلے تو اس نے قریش مکہ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا ہمارے ساتھ چلو، اس نے جواب دیا اس آدمی (نبی کریم ﷺ) نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے باہر اسے پایا تو انتقام میں اس کی گردن اڑا دے گا۔ ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے تو پکڑائی نہیں دے گا۔ اگر شکست ہوئی تو اس پر تر بتر ہو جانا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑا۔ جب اللہ تعالیٰ نے

1 درمنثور میں تو ابو معیط کا ہی نام ہے۔ تاہم حضور ﷺ کے زمانہ میں جس آدمی کا نام آتا ہے وہ عقبہ بن ابی معیط ہے، بغوی میں اسی کی وضاحت بعد والی روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ (مترجم)

marfat.com
Marfat.com

مشرکوں کو شکست دے دی تو اس کے اونٹ نے اسے کیچڑ والی زمین میں گرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ستر قیدیوں میں پکڑ لیا۔ ابو معیط آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ ﷺ ان قیدیوں میں سے مجھے قتل کریں گے؟ فرمایا ہاں اس کے بدلے میں جو تو نے تھوکا تھا۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ حضرت قلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط سفر سے واپس آتا تو کھانا پکاتا اور تمام اہل مکہ کو دعوت دیتا۔ وہ اکثر حضور ﷺ کی مجلس کرتا۔ حضور ﷺ کی گفتگو اسے پسند آتی۔ بدبختی اس پر غالب آگئی۔ ایک روز وہ سفر سے واپس آیا۔ اس نے کھانا بنایا۔ پھر حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تیرا کھانا اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہ دے دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو عقبہ نے کہا اے بھتیجے! کھانا کھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تو یہ نہ کہے گا عقبہ نے گواہی دی اور حضور ﷺ نے اس کا کھانا کھایا۔

یہ خبر ابی بن خلف کو پہنچی۔ وہ عقبہ کے پاس آیا، پوچھا اے عقبہ! تو بے دین ہو گیا جبکہ یہ اس کا قریبی دوست تھا۔ عقبہ نے کہا اللہ کی قسم! میں تو بے دین نہیں ہوا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے میرا کھانا کھانے سے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ میں اس کے لیے یہ گواہی دوں۔ تو اس سے مجھے حیا آئی کہ وہ میرے گھر سے کھانا کھائے بغیر چلا جائے، تو میں نے اس کے لیے یہ گواہی دے دی اور اس نے کھانا کھا لیا۔ ابی بن خلف نے کہا میں اس وقت تک تم سے راضی نہ ہوں گا جب تک تو اس کے پاس نہیں جائیگا اور اس کے منہ پر نہیں تھوکے گا۔ عقبہ نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا میں تجھے مکہ مکرمہ سے باہر نہیں ملوں گا مگر میں تیرا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ عقبہ کو غزوۂ بدر میں قید کر لیا گیا تو اس انتقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس روز اس کے علاوہ کسی قیدی کو قتل نہ کیا گیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ عقبہ بن ابی معیط نے اسے جھڑکا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (2)

امام عبد الرزاق نے "مصنف" میں، ابن جریر اور ابن منذر نے مقسم رحمہم اللہ سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف جمحی آپس میں ملے۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابی بن خلف سے کہا جبکہ دور جاہلیت میں یہ دونوں دوست تھے۔ ابی بن خلف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اس پر سلام پیش کیا۔ جب عقبہ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں تجھ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا یہاں تک کہ تو حضرت محمد ﷺ کے پاس جائے، ان کے منہ پر تھوکے، اسے گالیاں دے اور اس کو جھٹلائے۔ کہا اللہ تعالیٰ نے اسے حضور ﷺ پر غلبہ نہ دیا۔

جب غزوۂ بدر ہوا تو عقبہ بن ابی معیط کو دوسرے قیدیوں میں گرفتار کر لیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کر دے۔ عقبہ نے عرض کی کیا صرف مجھے ان قیدیوں میں سے قتل کیا جائے گا۔ فرمایا ہاں۔

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 2، صفحہ 169، عالم الکتب
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

عرض کی کس وجہ سے فرمایا تیرے کفر، تیرے فجور اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر زیادتی کرنے کی وجہ سے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس کی گردن اڑا دی۔

جہاں تک ابی بن خلف کا تعلق ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! میں حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ میں اسے قتل کروں گا ان شاء اللہ اس نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ اس کے دل میں کھٹکا پیدا ہو گیا کیونکہ انہوں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنی تھی مگر وہ سچی ہوتی۔ وہ غزوۂ احد میں مشرکوں کے ساتھ نکلا۔ وہ اس تلاش میں تھا کہ حضور ﷺ غافل ہوں تا کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو۔ تو ایک مسلمان نبی کریم ﷺ اور اس کے درمیان آڑے آ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ حضور ﷺ نے نیزہ لیا اور اسے مارا۔ وہ نیزہ اس کی ہنسلی کی ہڈی میں جا لگا۔ اس کا زیادہ خون بھی نہ نکلا تھا۔ خون اس کے پیٹ میں چلا گیا۔ وہ یوں ڈکارتا تھا جیسے بیل ڈکارتا ہے۔ اس کے ساتھی آئے اسے اٹھایا جبکہ وہ ڈکار رہا تھا۔ انہوں نے کہا یہ کیا ہے؟ اللہ کی قسم! تمہیں تو معمولی خراش آئی ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کی چمک ہی لگ جاتی تو مجھے قتل کر دیتی۔ کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا میں تجھے قتل کروں گا اللہ کی قسم! جو زخم مجھے لگا ہے اگر یہ تمام اہل حجاز کو لگتا تو سب کو قتل کر دیتا۔

وہ ایک دن یا اتنا ہی عرصہ رہا تھا یہاں تک کہ اسے موت واقع ہو گئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف نے کھانا بنایا۔ پھر وہ ایک مجلس میں آیا جس میں نبی کریم ﷺ تھے۔ اس نے کہا چلو۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں چلوں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہیں دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس نے یہی گواہی دے دی نبی کریم ﷺ چل پڑے۔ اسے عقبہ بن ابی معیط ملا۔ اس نے کہا تو نے یہ بات کہی ہے تو ابی نے کہا میں نے صرف اپنے کھانے کے لیے اس کا ارادہ کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایک مجلس میں بیٹھے۔ لوگوں کو کھانے کی دعوت دی جس مجلس میں نبی کریم بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ فرمایا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تو یہ گواہی نہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اسے امیہ بن خلف ملا۔ اس نے کہا کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرا بھائی ایسے ہی ہے جیسے تو جانتا ہے لیکن میں نے کھانا بنایا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں یہ بات کروں۔ میں نے وہ بات کی تو ہے لیکن میرے دل میں اس کا کوئی تصور نہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ وہ شرمندگی کی وجہ سے اپنی ہتھیلیاں کھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کندھے تک جا پہنچے گا اور اسے احساس تک نہ ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 13

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ کھا جائے گا پھر اس کا ہاتھ پھوٹ پڑے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اسے کاٹے گا یہاں تک کہ ہڈی کو توڑ دے گا پھر وہ ہڈی پیدا ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ ہاتھ کاٹنے والا عقبہ ہوگا اور خلیل سے مراد امیہ ہے۔ عقبہ امیہ کا دوست تھا۔ امیہ کو یہ خبر پہنچی کہ عقبہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا اگر تو نے اسلام قبول کیا تو میرا چہرہ تم پر حرام ہے۔ میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف دونوں دور جاہلیت میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ امیہ بن خلف کہے گا کاش! میں عقبہ بن ابی معیط کو دوست نہ بناتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن میمون رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے لیے عقبہ کے پاس تشریف لے گئے۔ عقبہ نے لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ تو اسلام لائے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھایا۔ یہ خبر امیہ بن خلف تک پہنچی۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور عقبہ نے جو کچھ کیا تھا اس کا کیا۔ عقبہ نے اسے کہا کہ تیری کیا رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسا شخص میرے گھر میں داخل ہو جبکہ کھانا تیار ہو پھر کھانا کھائے بغیر چلا جائے۔ تو امیہ نے کہا میرا چہرہ تیرے چہرے پر حرام ہے یہاں تک کہ تو اس سے رجوع کرے جس میں تو داخل ہوا ہے۔ تو عقبہ نے اسلام سے رجوع کر لیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط جہنم میں بھی دونوں دوست ہوں گے اور آگ کے ایک ہی منبر پر ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ قریش میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اسے ایک دوسرا قریشی ملا جو اس کا دوست تھا۔ یہ اس قریشی کے ساتھ وابستہ رہا یہاں تک کہ اسے پھیر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے سے روک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے یہ آیت نازل فرمائی جو تم سن رہے ہو۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں سے مراد شیطان ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان قیامت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 13، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کے روز اس کا ساتھ چھوڑ دے گا اور اس سے برأت کا اظہار کرے گا اور کہا وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا تمہارے نبی کی اپنی قوم کے متعلق اپنے رب کے حضور شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ یعنی آپ سے قبل بھی رسولوں نے اپنی قوموں سے اسی قسم کی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اس لیے یہ تجھ پر بھاری نہ ہوں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار نازیبا باتیں کر کے ہذیان بکتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے۔ (1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ناحق باتیں کرتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مریض جب ہذیان بکتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں ھجر المریض یعنی مریض نے ناحق بات کی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نبی کو مبعوث کیا گیا تو مجرم اس کے دشمن بن گئے اور جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا تو بعض مجرموں سے زیادہ سخت ثابت ہوئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ابوجہل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن قارون تھا جبکہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر پر مائل کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بنانے والا ہے جیسے اس نے انبیاء کے دشمن بنائے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ (3)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿۳۳﴾

"اور کہنے لگے کفار (ازراہ اعتراض) کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن یکبارگی؟ اس طرح اس لیے کیا کہ ہم مضبوط کر دیں اس کے ساتھ آپ کے دل کو اور اسی لیے ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھا ہے۔ اور نہیں پیش کریں گے آپ پر کوئی اعتراض مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس اس کا صحیح جواب اور عمدہ تفسیر (جو اعتراض کو رد کر دے گی)"۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے جیسے وہ خیال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر یکبارگی ہی قرآن نازل کیوں نہیں کر دیا۔ اس پر کبھی ایک آیت کبھی دو آیتیں اور کبھی ایک سورت نازل ہوتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 14 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 15

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ انہوں نے جو بات کی اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب ارشاد فرمایا: وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا...... وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر پورا قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل ہوا جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کہا وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کا معنی ہے ہم نے اسے کھول کر بیان کیا اور اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا کا معنی ہے احسن تفصیلا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر ایک آیت نازل فرماتا، جب رسول اللہ ﷺ اسے جان لیتے تو دوسری آیت نازل ہوتی۔ مقصود یہ ہوتا کہ کتاب کی تعلیم دے اور آپ کے دل میں ثبت کر دے اور اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا کا معنی بہترین تفصیل ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ کا معنی ہے کہ ہم اسے تیرے دل میں پختہ کر دیں اور تیرے دل پر اسے مضبوط کر دیں۔ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ہم اسے تھوڑا تھوڑا بھیجیں۔ وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ یعنی اگر ہم اسے تم پر ایک بار نازل کر دیتے۔ پھر وہ آپ ﷺ سے سوال کرتے تو آپ کے پاس جواب دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہوتی لیکن ہم اسے آپ ﷺ پر روکے رکھتے ہیں۔ جب وہ تم سے سوال کریں گے تو میں جواب دوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا: کیا وجہ ہے کہ قرآن حکیم نبی کریم ﷺ پر یکبارگی نازل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا یہاں تَرْتِیْلًا کا معنی ہے تھوڑا تھوڑا۔ وہ آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر آپ پر وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ان کا توڑ کر دیتی ہے۔ ہم نے قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔ جب بھی وہ کوئی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اس کا ایسا جواب دیتے ہیں جو ازروئے وضاحت کے بہترین چیز ہوتی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کا معنی ہے کہ حضور ﷺ پر ایک آیت، دو آیتیں یا زیادہ آیتیں نازل ہوتیں۔ یہ ان مشرکوں کے جواب کے طور پر نازل ہوتیں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا اور جو وہ حضور ﷺ کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ان کا رد فرماتا۔ یہ تقریباً بیس سال تک سلسلہ چلتا رہا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ پر قرآن مشرکوں کے جواب میں نازل ہوتا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا ہے۔ فرمایا کفار جو باتیں بھی کریں گے تو ہم وہ قرآن لائیں گے جو ان اعتراضوں کو رد کر دے گا جو مشرک کریں گے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا کا یہ معنی نقل کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 15,17 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 16 3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو متفرق طور پر نازل فرمایا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے تَفْسِيْرًا کا معنی تفصیل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَفْسِيْرًا کا معنی بیان نقل کیا ہے۔(2)

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾

"جو لوگ ہانکے جائیں گے اوندھے منہ جہنم کی طرف ان کا بہت برا ٹھکانا ہوگا اور وہ سب سے زیادہ گم کردہ راہ ہوں گے۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ جنتیوں کے مقابلہ میں بری جگہ ہوں گے سَبِيْلًا کا معنی راستہ ہے۔(3)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾

"اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور مقرر کیا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر۔ پھر ہم نے حکم دیا دونوں کو جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے جھٹلایا ہے ہماری آیتوں کو۔ (وہ گئے، قوم نے ان کو ٹھکرادیا) تو ہم نے ان کو بالکل برباد کر دیا۔ اور قوم نوح کو یاد کرو جب انہوں نے جھٹلایا رسولوں کو تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور بنا دیا انہیں دوسرے لوگوں کے لیے عبرت اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب۔ اور یاد کرو قوم عاد، ثمود اور اصحاب الرس کو اور کثیر التعداد قوموں کو جو ان کے درمیان گزریں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَزِيْرًا کا معنی مددگار اور سہارا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثَمُوْدَاۡ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 17

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس قوم ثمود کی ایک بستی تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ رس آذربائیجان کا سمندر ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَصْحٰبَ الرَّسِّ سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ اَصْحٰبَ الرَّسِّ سے مراد یمامہ میں اہل فلج ہیں اور وہ کنویں جن پر وہ رہائش پذیر تھے۔(2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس سے مراد کنواں ہے جس پر ایک قوم آباد تھی جسے اصحاب الرس کہتے۔(3)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو کنویں میں دفن کر دیا تھا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کعب الاحبار سے اَصْحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد کنویں والا ہے۔ جس نے یہ کہا تھا اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ تو اس کی قوم نے اسے پتھروں کے ساتھ کنویں میں دفن کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد کنواں ہے۔ جس میں صاحب لیس کو قتل کیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''ذم الملاہی''، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتوں نے ان سے سوال کیا کیا۔ آپ یہ حکم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ ایک عورت کا دوسری عورت کے پاس جانا حرام ہے؟ فرمایا ہاں۔ یہی وہ عورتیں تھیں جو تبع کے دور میں تھیں وہی رس والی تھیں۔ ہر نہر اور کنویں کو رس کہتے ہیں۔ فرمایا ایسی عورتوں کے لیے آگ کی چادر، آگ کی قمیص، آگ کا ازار بند، آگ کا تاج، آگ کے دو موزے، ان کے اوپر سخت کھردرا موٹا بدبودار کپڑا ہوگا جو آگ سے بنا ہوگا جعفر نے کہا یہ باتیں اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتے ہیں: عورتوں کا آپس میں خواہش پوری کرنا یہ ان کا آپس میں زنا ہے۔

امام عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے والی اور جس پر سوار ہوا جائے (اوپر نیچے ہوکر خواہش نفس پوری کرنے والیوں) پر لعنت کی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب رس یہ دو قومیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دو الگ الگ عذابوں میں مبتلا کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 19 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 20
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 19 5۔ مصنف عبدالرزاق، باب السحاقۃ، جلد 7، صفحہ 267 (3197)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے ایک سیاہ رنگ والا داخل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی اس نبی کی بستی کی طرف مبعوث کیا۔ وہاں کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس پر ایمان نہ لایا مگر وہ سیاہ رنگ والا ایمان لایا۔ پھر بستی والوں نے اس نبی پر ظلم کیا۔ اس کے لیے ایک کنواں کھودا، اس نبی کو اس کنویں میں پھینک دیا۔ پھر اوپر سے بھاری پتھر سے اس کنویں کو بند کر دیا۔ وہ سیاہ رنگ والا جنگل میں جاتا۔ اپنی پشت پر لکڑیاں اٹھاتا پھر ان لکڑیوں کو لا کر بیچتا۔ ان پیسوں سے کھانا اور پانی خریدتا۔ پھر اس کنویں کے پاس آتا اس پتھر کو اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں اس کی مدد کرتا تو وہ آدمی کھانا اور پانی اس نبی کی طرف نیچے لٹکاتا۔ پھر چٹان کو اسی طرح کر دیتا جس طرح وہ پہلے ہوتی۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

ایک روز وہ آدمی لکڑیاں لانے کے لیے گیا جیسے اس کا معمول تھا۔ اس نے لکڑیاں جمع کیں، اپنا گٹھا بنایا اور اس کام سے فارغ ہو گیا۔ جب اس نے گٹھے کو اٹھانے کا ارادہ کیا تو اونگھ سی محسوس کی۔ تو لیٹ گیا پھر سو گیا۔ تو وہ سات سال تک ایک ہی پہلو پر سویا رہا۔ پھر اٹھا اور چند قدم چلا تو دوسری طرف جھک گیا۔ تو لیٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک اسے دوسرے پہلو پر سلائے رکھا۔ پھر اٹھا اپنا گٹھا اٹھایا، اسے گمان بھی نہ تھا کہ وہ دن کی چند ساعتیں سویا ہے۔ وہ بستی کی طرف آیا۔ اپنا گٹھا بیچا پھر کھانا پینا خریدا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اسی گڑھے کے پاس آیا جس میں وہ نبی تشریف رکھتے تھے۔ انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا جبکہ قوم کی نئی رائے بنی تھی۔ انہوں نے نبی نکالا، اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ وہ نبی اس حبشی کے متعلق پوچھتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے؟ لوگ انہیں عرض کرتے ہم نہیں جانتے یہاں تک کہ وہ نبی وصال فرما گئے۔ ان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حبشی کو اٹھایا۔ یہی وہ حبشی ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔(1)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حضرت ام سلمہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بعد عدنان بن ادد بن زید بن البراء واعراق الثری۔ حضرت ام سلمہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ پڑھا وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا۠ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ...... اِلَّا اللّٰهُ) حضرت ام سلمہ نے کہا واعراق الثری: اسماعیل وزید و همیسع وبرانیت۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرن سے مراد ستر سال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے زرارہ بن اوفی سے روایت نقل کی ہے کہ قرن سے مراد ایک سو بیس سال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس قرن میں مبعوث کیے گئے اس کا آخری سال وہ ہے جس میں یزید بن معاویہ فوت ہوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح کے درمیان بیس قرون ہیں۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان بیس قرون ہیں۔ ابو سلمہ نے کہا قرن ایک سو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو سال تک زندہ رہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن قاسم حمصی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن زندہ رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قرن کتنا ہوتا ہے۔ فرمایا ایک سو سال۔ محمد بن قاسم نے کہا: ہم ان کی زندگی کے سال گنتے رہے یہاں تک کہ ایک سو سال پورے ہوئے پھر وہ فوت ہوئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پانچ قرن ہے اور ایک قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حماد بن ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرن ساٹھ سال کا ہوتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے کنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نسب بیان کرتے ہوئے معد بن عدنان پر پہنچتے تو رک جاتے۔ پھر فرماتے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا۔

وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ٘ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَ سَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾

"حق سمجھانے کے لیے ہم نے بیان کیں ہر ایک کے لیے مثالیں اور ہم نے سب کو نیست و نابود کر دیا اور کئی بار گزرے ہیں یہ مشرک اس قصبہ کے پاس سے جس پر پتھراؤ کیا گیا تھا بری طرح۔ کیا (وہاں سے گزرتے ہوئے) وہ اسے نہیں دیکھا کرتے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں دوبارہ جینے کی امید ہی نہیں ہے۔ اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں، (کہتے ہیں) کیا یہ وہ صاحب ہیں جن کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 599 (4016)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

قریب تھا کہ یہ شخص ہمیں بہکا دیتا اپنے خداؤں سے اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے ان (کی پوجا) پر۔(اے حبیب) یہ جان لیں گے جب (ہمارے) عذاب کو دیکھیں گے کہ کون بھٹکا ہوا ہے راہ (راست) سے۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے حجت تمام کی اس کے لیے دلائل کو واضح کیا۔ پھر ان سے انتقام لیا (1) یہ بھی کہا جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ لوط کی بستی ہے اور نُشُوۡرًا سے مراد دوبارہ اٹھانا اور حساب و کتاب ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ كُلًّا تَبَّرۡنَا تَتۡبِيۡرًا کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے انہیں عجمیوں کے ذریعے ہلاک کر دیا۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الۡقَرۡيَةِ کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سدوم ہے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی تھی اور مَطَرَ السَّوۡءِ سے مراد پتھر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَرۡيَةِ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَرۡيَةِ سے مراد شام اور مدینہ طیبہ کے درمیان کی ایک بستی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نُشُوۡرًا کا معنی دوبارہ اٹھانا نقل کیا ہے اور صَبَرۡنَا کا معنی ثبتنا نقل کیا ہے یعنی اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے۔(4)

اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا ﴿۴۳﴾ اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ ؕ اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴿۴۴﴾

"کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس (احمق) کو جس نے بنا لیا اپنا خدا اپنی خواہش کو۔ کیا آپ اس کے ذمہ دار ہیں؟ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں یا (کچھ) سمجھتے ہیں۔ نہیں ہیں یہ مگر ڈنگروں کی مانند بلکہ یہ تو ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی طویل عرصہ تک سفید پتھر کی عبادت کیا کرتا۔ جب بعد میں اس سے خوبصورت پتھر پاتا تو پہلے کو پھینک دیتا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 22,23

marfat.com
Marfat.com

دوسرے کی عبادت شروع کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ خون علہز (1) کے ساتھ ملا کر کھاتے پتھروں کی پوجا کرتے۔ جب بعد میں اس سے بہتر پتھر پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کی عبادت کرتے۔ جب وہ دوسرے کو گم کر دیتے تو اعلان کرنے والا یوں اعلان کرتا۔ اے لوگو! تمہارا معبود گم ہو گیا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں وہ کافر مراد ہے جس نے اپنا دین اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور برہان کے بغیر بنا لیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جس چیز سے محبت کرتے اس کی پیروی شروع کر دیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب بھی وہ کسی چیز سے محبت کرتا تو اس پر سوار ہو جاتا۔ جب بھی کسی کی خواہش کرتا تو اس کے پاس آتا، اس سے اسے تقویٰ اور خدا خوفی نہ روکتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اہل قبلہ میں بھی شرک ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں منافق مشرک ہوتا ہے، بیشک مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج اور چاند کو سجدہ کرتا ہے جبکہ منافق اپنی خواہش کی عبادت کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے نیچے خواہش نفس سے بڑا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کی عبادت کی جاتی ہو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کی مثال اونٹ، گدھے اور بکری جیسی ہے، ان میں سے جسے بھی تو کہے اگر چہ تیری کہی ہوئی بات کو نہ جانتا ہو مگر وہ جانور تیری آواز کو سنتا ہے اسی طرح کافر، اگر تو اسے بھلائی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے یا اسے نصیحت کرے تو جو تو انہیں کہتا ہے وہ اسے سمجھتا نہیں صرف تیری آواز کو سنتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اَضَلُّ سَبِيْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ غلط راستہ والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

1۔ ایسا کھانا جو خون اور بال سے ملا کر بناتے ہیں (مترجم)

2۔ مجمع الزوائد فی البدع والا ہواء، جلد 1، صفحہ 447 (895)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

''کیا آپ نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف، کیسے پھیلا دیتا ہے سایہ کو اور اگر چاہتا تو بنا دیتا اسے ٹھہرا ہوا۔ پھر ہم نے بنا دیا آفتاب کو اس پر دلیل۔ پھر ہم سمیٹے جاتے ہیں سایہ کو اپنی طرف آہستہ آہستہ۔ اور وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو باعث راحت اور بنایا ہے دن کو (طلب معاش کے لیے) دوڑ دھوپ کا وقت۔''

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا معنی یہ ہے فجر کے بعد اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سایہ کو کیسے بڑھایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کیا تو نہیں دیکھتا جب تو صبح کی نماز پڑھتا ہے تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک سایہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سورج کو دلیل بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ سایہ کو قبض کر لیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں سایہ کے پھیلانے سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کا عرصہ ہے۔ سَاكِنًا کا معنی دائمی ہے۔ الشَّمْسَ سے مراد سورج کا طلوع ہونا ہے اور قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد جلدی ہے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے دن کا سایہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سایہ کو دائمی بنا دیتا، نہ اسے سورج پہنچتا اور نہ ہی وہ سایہ زائل ہوتا۔ پھر اس پر ہم سورج کو دلیل بناتے ہیں جو اسے جمع کر لیتا ہے۔ پھر ہم اسے اپنی طرف ہلکے انداز میں سمیٹ لیتے ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح فجر صادق کو طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کے درمیان سایہ مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے یونہی مشرق سے مغرب تک پھیلا رہنے دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ایوب بن موسیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سایہ بنا دیا ہے۔ یہ صبح کی نماز سے سورج کے طلوع ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر ہم اسے تھوڑا تھوڑا کر کے سمیٹ لیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی، ضحاک اور ابو مالک غفاری رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظل سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے اور عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے اور ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا سے مراد ہے کہ سورج جو سایہ کو سمیٹتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی، ضحاک اور ابو مالک غفاری رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 24,25,26، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کہ انہوں نے کہا کہ ظل سے مراد وہ سایہ ہے جو فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک ہوتا ہے۔ عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد سورج جس سایہ کو قبض کر لیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج سایہ کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ سایہ جہاں کہیں ہوتا ہے اسے مکمل طور پر قبض کر لیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دن کی بارہ ساعتیں ہیں۔ پہلی ساعت فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے خوب روشن ہونے تک ہے۔ اس وقت سورج کا کوئی حصہ بے نور نہیں رہتا۔ اس کا رنگ صاف ہو جاتا ہے۔ جب تیری آنکھ تجھے سورج دو نیزوں کے برابر دکھائے تو یہ چاشت کا آغاز ہے اور یہ چاشت کی ساعتوں میں سے پہلی ساعت ہے۔ اس کے بعد چاشت کی دو ساعتیں۔ چھٹی ساعت اس وقت ہوتی ہے جب سورج نصف النہار کو پہنچ جائے۔ جب سورج نصف النہار سے ڈھل جاتا ہے تو یہ نماز ظہر کی ساعت ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (اسراء:78) پھر اس کے بعد دو ساعتیں ہیں۔ پھر دسویں ساعت عصر کی نماز کی ساعت ہے۔ یہی آصال ہے۔ پھر اس کے بعد رات تک کی دو ساعتیں ہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے نُشُوْرًا کا معنی کیا ہے اس میں وہ دن کو پھیلا دیتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو ان کی معاش، ضروریات اور تصرفات کے لیے بنایا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾

''اور وہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے اپنی رحمت (بارش) سے پہلے اور ہم اتارتے ہیں آسمان سے پاکیزہ پانی تاکہ ہم زندہ کر دیں اس پانی سے کسی غیر آباد شہر کو اور ہم پلائیں یہ پانی اپنی مخلوق سے کثیر التعداد مویشیوں اور انسانوں کو۔''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيٰحَ کو جمع کا صیغہ پڑھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

مبشرا کو باء کے رفع اور بُشْرًا اور بَيْنَ کے درمیان نون خفیفہ پڑھا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيحَ کو جمع کا صیغہ اور بُشْرًا کو نشرا پڑھا یعنی نون اور آخر میں تنوین اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن میتب سے مَآءً طَهُوْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ پانی نازل کیا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔

امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کر لیا کریں؟ جبکہ یہ وہ کنواں تھا جس میں حیض کے کپڑے، مردار کتے اور بدبودار چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانی پاکیزگی عطا کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔ (1)

عبد الرزاق نے "المصنف" میں قاسم بن ابی بزہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر سے بارش سے بننے والے کیچڑ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا تو نے مجھ سے دونوں پاکیزہ چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔ (2)

وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾

"اور ہم بانٹتے رہتے ہیں بارش کو لوگوں کے درمیان تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ پس انکار کر دیا اکثر لوگوں نے مگر یہ کہ وہ ناشکر گزار بنیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا۔ پس کافروں کی پیروی نہ کرو اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرو ان کا قرآن (کی دلیلوں) سے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے صَرَّفْنٰهُ کی ضمیر سے مراد بارش نقل کی ہے جو کبھی اس زمین کو سیراب کرتی ہے اور دوسری کو روک دیتی ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ تو اکثر لوگوں نے ناشکری

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی بئر بضاعۃ، جلد 1، صفحہ 199 (56)، مکتبۃ الرشد الریاض

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب من یطأ نتنا یابسا، جلد 1، صفحہ 24 (98)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہم پر انواء (ستاروں) کے باعث بارش ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ واقعہ میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعہ)۔(1)

امام سنید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ صَرَّفْنٰهُ میں ''ہ'' ضمیر سے مراد بارش ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ایک زمین میں نازل فرماتا ہے اور دوسری میں نازل نہیں فرماتا(2) ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اس ستارے کی وجہ سے بارش کی گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رزق کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا اور اسے لوگوں کے درمیان پھیرا۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا کہ حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے۔ کسی سال بھی بارش دوسرے سال کی بنسبت کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے درمیان گھماتا رہتا ہے۔ قتادہ نے کہا ایک زمین انسان کو رزق دیتی ہے اور دوسری اسے محروم رکھتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کسی سال بھی دوسرے سال کی بنسبت بارش کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام خرائطی رحمہ اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول نقل کیا ہے جو غفرہ کے غلام تھے کہ حضرت جبرئیل امین جنائز کی جگہ میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے جبرئیل! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ بادل کے معاملہ کو جانوں۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی یہ بادلوں کا فرشتہ ہے، اس سے پوچھیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اس فرشتے نے عرض کی: ہمارے پاس مہر لگے پیغام آتے ہیں جن میں یہ حکم ہوتا ہے: فلاں فلاں شہر کو اتنے اتنے قطرات سے سیراب کرو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَرَّفْنٰهُ کی ''ہ'' ضمیر سے مراد قران ہے، کیا تم اس آیت کریمہ میں غور وفکر نہیں کرتے؟ وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ: 73) ہے۔(5) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ هُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 29 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 28
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 28
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 29
5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

''اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ملا دیا ہے دو دریاؤں کو، یہ (ایک) بہت شیریں ہے اور یہ (دوسرا) سخت کھاری اور
بناوٹی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے درمیان آڑ اور مضبوط رکاوٹ۔''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر چھوڑ دیا۔ میٹھا، کھاری کو خراب نہیں کرتا اور نمکین میٹھے کو خراب نہیں کرتا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر بہا دیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد ہے ایک سمندر آسمان میں اور ایک سمندر زمین میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فُرَاتٌ کا معنی میٹھا اور اجاج کا معنی نمکین نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے مِلْحٌ اُجَاجٌ کا معنی کڑوا نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو سمندر ہیں، ان میں سے جس کے ساتھ وضو کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے۔(5)

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے۔(6)

فریابی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کا معنی روکنے والا نقل کیا ہے کہ میٹھا سمندر کڑوے سمندر کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی حد نقل کیا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخًا کا معنی رکاوٹ ہے۔ میٹھا سمندر نمکین سمندر سے نہیں ملتا۔ بحر روم، بحر فارس سے نہیں ملتا۔ بحر روم نمکین ہے۔ ابن جریج نے کہا میں نے کسی سمندر کو میٹھا نہیں پایا بلکہ دریا میٹھے ہوتے ہیں کیونکہ دریائے دجلہ سمندر میں گرتا ہے۔ وہ سمندر میں کڑوا نہیں ہوتا بلکہ وہ ان کے درمیان میں ہو جاتا ہے جیسے سفید دھاگا ہوتا ہے۔ جب وہ پلٹتا ہے تو اس کے راستہ میں سمندر نہیں ہوتا۔ نیل کے بارے میں بھی لوگوں کا گمان ہے کہ وہ سمندر میں بہتا ہے۔(8)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی آڑ نقل کیا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 30,31 — 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 30 — 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 32

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الوضوء فی ماء البحر، جلد 1، صفحہ 75 (324)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 32 (مفہوم) — 6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 31

7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 456 (2091)، دار الکتب العلمیہ بیروت

8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 31 — 9۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 456 (2092)

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور فیصلہ کے مطابق ایک کو دوسرے سے روک دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور قدرت سے نمکین کو میٹھے سے اور میٹھے کو نمکین سے روک دیا کہ وہ آپس میں ملیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

"اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا انسان کو پانی (کی بوند) سے اور بنا دیا اسے خاندان والا اور سسرال والا اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔"

امام عبد بن حمید نے عبد اللہ بن مغیرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے نَسَبًا اور صِهْرًا کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا میرا خیال ہے تم نسب کو تو پہچان چکے ہو۔ جہاں تک صِهْرًا کا تعلق ہے تو وہ دو بہنیں اور صحابہ ہیں۔

م ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسَبًا سے مراد رضاعت اور صِهْرًا سے مراد دامادی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا کے ساتھ صِهْرًا کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں کو مرد پر حرام کیا ہے، سات نسب سے اور سات صہر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا وَّ صِهْرًا میں حرمت کو برابر کر دیا ہے۔

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾

"اور وہ پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان بتوں کو جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں انہیں اور نہ نقصان اور کافر اپنے رب کے مقابلے میں (ہمیشہ شیطان کا) مددگار رہتا ہے۔"

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں کافر سے مراد ابوالحکم ہے جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل رکھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافر سے مراد ابوجہل ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں شیطان کا دوست ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 32
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 34
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 33

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ سے مراد عداوت اور شرک میں اپنے رب کے خلاف کافر کا مددگار ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ اپنے رب سے دشمنی میں شیطان کا مددگار ہے۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾

"اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ فرمادیجئے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس (خیر خواہی) پر کچھ اجرت مگر میری اجرت یہ ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کرلے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دینے والے ہیں اور جہنم سے خبردار کرنے والے ہیں۔ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کر کے اس کا راستہ اپنالے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس یہ معنی نقل کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہہ دو میں جس امر کی تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا یعنی دنیا کے اموال میں سے کسی مال کا مطالبہ نہیں کرتا۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرَا ﴿۵۸﴾

"اور (اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھروسہ کیجئے ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے اور اس کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا کافی ہے۔"

امام ابن ابی الدنیا نے توکل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عتبہ بن ابی ثبیت سے روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ کسی انسان پر بھروسہ نہ کر کیونکہ انسان کو دوام حاصل نہیں بلکہ اس حی پر بھروسہ کر جسے موت نہیں آئے گی۔

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾

"جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں۔ پھر وہ متمکن ہوا عرش پر (جیسے اس کی شان ہے) وہ رحمٰن ہے، سو پوچھ اس کے بارے میں کسی واقف حال سے۔ اور جب کہا جاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

انہیں کہ رحمٰن (کے حضور) سجدہ کرو، وہ پوچھتے ہیں رحمٰن کون ہے؟ کیا ہم سجدہ کریں اس کو جس کے متعلق تم ہمیں حکم دیتے ہو اور وہ زیادہ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تجھے جس چیز کے بارے میں آگاہ کیا تو میں نے تجھے اس کے بارے میں باخبر کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن اس بارے میں آگاہ ہے (اس سے سوال کر)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بدبخت کہتے ہم تو یمامہ کے رحمٰن کے سوا کسی رحمٰن کو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقرہ) کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسین جعفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مَا الرَّحْمٰنُ (رحمٰن کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسود نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا کی تلاوت کی تو اس میں سجدہ کیا۔ یحییٰ نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے سورۂ فرقان میں اَنَسْجُدُ لِمَا یَاْمُرُنَا پڑھا۔ سلیمان نے بھی اسے اسی طرح پڑھا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾

"بڑی (خیرو) برکت والا ہے جس نے بنائے ہیں آسمان میں برج اور بنایا ہے اس میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند۔"

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں بُرُوْجًا سے مراد بارہ برج ہیں۔ پہلا حمل، دوسرا ثور، تیسرا جوزاء، چوتھا سرطان، پانچواں اسد، چھٹا سنبلہ، ساتواں میزان، آٹھواں عقرب، نواں قوس، دسواں جدی، گیارہواں دلو اور بارہواں حوت۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد آسمان کے دروازوں پر محلات ہیں جن میں پہرے دار ہوتے ہیں۔

ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے یحییٰ بن رافع سے روایت نقل کی ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد آسمان میں محلات ہیں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد محلات ہیں۔ پھر اس آیت کریمہ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء: 78) سے استدلال کیا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد بڑے ستارے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔ عکرمہ نے کہا کہ آسمان کے مکین دنیا کی مساجد کے نور کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح دنیا والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سراج سے زاد سورج ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سراج کو واحد کا صیغہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے سُرُجًا جمع کا صیغہ پڑھتے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾

"اور وہی ہے جس نے بنایا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا اس کے لیے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا چاہتا ہے کہ شکر گزار بنے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی رات اور دن کو سفید بنایا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رات دن کے پیچھے آتی ہے اور دن رات کے پیچھے آتا ہے۔ یہ اس لیے نظام چلایا تاکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو نعمتیں کی ہیں انہیں یاد کرے یا ان نعمتوں پر شکر بجا لائے۔(6)

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں مختلف ہوتی ہیں، رات سیاہ ہوتی ہے اور دن سفید ہوتا ہے مومن کبھی رات کے وقت بھول جاتا ہے اور دن کو یاد کرتا ہے، دن کو بھول جاتا ہے اور رات کو یاد کرتا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس کا رات کا کوئی عمل فوت ہو جائے تو وہ دن کے وقت کر لے اور جس کا دن کے وقت کوئی عمل فوت ہو جائے تو رات کو کر لے۔(8)

امام طیالسی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے چاشت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 36 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 37 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 457 (2095)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 38,40
7۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 38 8۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

نماز کو لمبا کیا تو آپ سے عرض کی گئی، آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے نہیں کرتے تھے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا: میرا رات کا ورد رہ گیا تھا، میں نے پسند کیا کہ میں اسے مکمل کرلوں۔ یا فرمایا کہ میں اس کی قضا کرلوں اور یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو دن کا خلیفہ اور دن کو رات کا خلیفہ بنایا جس سے عمل میں کوئی کوتاہی ہوتی ہو وہ اس کی قضا کرلے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی رات کے عمل کی طاقت نہ رکھے وہ دن کے وقت کرلے اور جو دن کے وقت کام نہ کرسکے وہ رات کو کرلے، یہ اس کا نائب ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی رات کے وقت عمل کرنے سے عاجز آ گیا وہ دن کے پہلے حصے میں قضا کرلے اور جو دن کے وقت عمل کرنے سے عاجز آ گیا ہو وہ رات کے وقت اس کی قضا کرلے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی کے پاس ایک آدمی آیا۔ عرض کی میں رات کو عبادت نہیں کرسکتا۔ تو انہوں نے فرمایا اگر تو رات کے وقت عبادت نہیں کرسکتا تو دن کے وقت عاجز نہ ہو جا۔ قتادہ نے کہا ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر رات میں ایک گھڑی ہے، جو آدمی بھی اس وقت نماز پڑھتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ قتادہ نے کہا رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کو اچھے اعمال دکھاؤ، بیشک یہ دونوں سواریاں ہیں جو لوگوں کو ان کی موت تک اٹھائے پھرتی ہیں۔ ہر دور چیز کو قریب کر دیتی ہیں، نئی چیزوں کو بوسیدہ کر دیتی ہیں اور ہر وعدہ کو لاتی ہیں۔ یہ قیامت تک موثر ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان یَذَّکَّرَ کو مشدد پڑھا ہے۔
امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ اسے اَنْ یَذَّکَّرَ پڑھتے۔

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور

marfat.com
Marfat.com

جو (بارگاہ الٰہی میں) عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! دور فرمادے ہم سے عذاب جہنم، بیشک اس کا عذاب بڑا مہلک ہے۔ بیشک وہ بہت برا ٹھکانہ اور بہت بری جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد مومنین ہیں جو زمین پر طاعت، پاکدامنی اور تواضع سے چلتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد علماء اور حکماء ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابو عمران جونی سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هَوْنًا سے مراد سریانی زبان میں حلیم لوگ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سریانی زبان میں حلیم لوگوں کو هَوْنًا کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر وقار اور سکینہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ جواب میں صیحح بات کرتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین پر سختی سے نہیں چلتے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے بندے زمین پر سکون اور وقار سے چلتے ہیں جب ان کے ساتھ جہالت والا رویہ اپنایا جائے تو وہ حلم سے کام لیتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی کی جائے تو اس کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔ اگر انہیں محروم رکھا جائے تو وہ عطا کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔

آمدی نے دیوان اعشی کی شرح میں اپنی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اپنی چال میں تکبر کر رہا تھا تو حضرت عمر نے فرمایا یہ تکبر والی چال ناپسندیدہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا اس لیے اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع سے کام لیتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے ساتھ جاہلوں والا سلوک نہیں کرتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 40,43

marfat.com
Marfat.com

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت محمد بن علی باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کمینے لوگوں کا اسلحہ قبیح گفتگو ہے۔(1)

امام احمد نے نعمان بن مقرن مزنی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو گالی دی۔ جس آدمی کو گالی دی گئی تھی وہ کہنے لگا تجھ پر سلامتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! ایک فرشتہ تمہارے درمیان موجود ہے جو تیری طرف سے اسے جواب دے رہا ہے۔ جب بھی یہ تجھے گالی دیتا ہے تو یہ اسے کہتا ہے بلکہ تو ایسا ہے تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔ جب تو اسے جواب میں کہتا ہے "علیک السلام" تو فرشتہ کہتا ہے نہیں بلکہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلوں سے مراد بے وقوف ہیں۔ قَالُوْا سَلٰمًا یعنی وہ اچھی بات کا جواب دیتے ہیں اور وہ رات اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بردباری اور تواضع کرتے ہوئے زمین پر چلتے ہیں۔ وہ کسی کے ساتھ بھی جاہلوں والا رویہ نہیں اپناتے۔ اگر ان کے ساتھ کوئی جاہلوں والا رویہ اپنائے یہ ان کا دن ہوتا ہے جب وہ لوگوں کے درمیان رہتے ہیں اور رات کے وقت وہ اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہیں۔ یہ ان کی رات ہوتی ہے جب ان کے اور ان کے رب کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: یہ کہا جاتا تھا اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ تو عابد بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں جو مقدر کیا ہے اس پر راضی ہو جا تو غنی ہو جائے گا۔ لوگوں میں سے جو تیرے پاس رہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر تو مسلمان ہو جائے گا۔ لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ معاملہ کریں تو عدل کرنے والا ہو جائے گا۔ زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ کچھ لوگ تھے جو زیادہ مال جمع کرتے، مضبوط عمارتیں بناتے، لمبی امیدیں رکھتے، وہ آج کہاں ہیں، ان کی جمعیتیں ہلاک ہو گئیں، ان کا عمل دھوکہ بن گیا اور ان کے مکانات قبریں بن گئے۔

اے ابن آدم! تو اپنے عمل کے بدلے میں گروی رکھا گیا ہے اور تجھے اجل کے پوری ہونے پر اپنے رب کے حضور پیش کیا جائے گا۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اسے آنے والے دنوں کے لیے لے لے جو موت کے بعد آنے والے ہیں۔ وہ تیرے لیے بھلائی لائے گا۔ اے ابن آدم! اپنے قدموں سے زمین کو روند کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے لگاتار اپنی عمر کو ختم کرنے میں لگا ہوا ہے۔

اے ابن آدم! لوگوں کے ساتھ میل جول رکھ اور ان سے جدا رہ اپنے بدن کے ساتھ ان سے میل جول رکھ اور اپنے دل اور عمل سے ان سے علیحدہ رہ۔

اے انسان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ تو اپنی اچھائیوں کو کرے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ تو اپنی برائیاں یاد کرے تو گمان پر غصے

1۔ حلیۃ الاولیاء از ابونعیم، جلد 3، صفحہ 183، مکتبۃ الخانجی مصر 2۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 2، صفحہ 288، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہو جاتا ہے اور یقین پر قائم رہتا ہے۔

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنوں کے پاس یہ دعوت آتی ہے تو وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں ان کے دل ان کے بدن اور ان کی آنکھیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تو انہیں دیکھے گا تو تو انہیں ایسی قوم خیال کرے گا گویا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جھگڑے اور باطل والے نہیں لیکن اللہ کی طرف سے انہیں حکم ملا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی بہترین صفت بیان کی ہے۔ ارشاد فرمایا وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا حضرت حسن بصری نے کہا عربی زبان میں هَوْنًا سے مراد نرمی، سکون اور وقار ہے۔ جب جاہل ان سے ہم کلام ہوتے ہیں تو وہ حلیم ہوتے ہیں۔ وہ جاہلوں والا انداز نہیں اپناتے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ جاہلوں والا طرز عمل اپنائے تو وہ حلم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ دن کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت میں ہوتے ہیں جس کے بارے میں تم سنتے ہو۔

پھر ان کی بہترین رات کا کیا وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے رب کے لیے اپنے چہروں کو زمین پر بچھائے رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے خوف سے ان کے آنسو ان کے رخساروں پر جاری رہتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے کہا اسی وجہ سے ان کی راتیں بیدار ہوتی ہیں اور ان کے دن خشوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ہر وہ مصیبت جو انسان کو پہنچتی ہے اور ہمیشہ نہیں رہتی تو وہ غرام نہیں ہوتی۔ غَرَامًا سے کہتے ہیں جو زمین آسمان کے قائم رہنے تک موجود رہتی ہے۔ کہا قوم نے سچی بات کہی، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انہوں نے کام کیے مگر آرزو نہ کی، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، ان آرزوؤں سے بچو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی آرزو کے بدلے میں دنیا و آخرت میں خیر عطا نہیں کی وہ کہا کرتے تھے کاش! ایسی نصیحت ہوتی جو دلوں کی زندگی کے موافق ہوتی۔

امام عبد بن حمید حضرت ابو سعید خدری سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غَرَامًا کا معنی دائمی ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا: مجھے اس ارشاد باری کے بارے میں بتائیے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا فرمایا لازم رہنے والا سخت جس طرح قرض خواہ مقروض کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے بشر بن حازم کا شعر نہیں سنا:

وَيَوْمَ النِّسَارِ وَيَوْمَ الْجِفَارِ كَانَا عَذَاباً وَّكَانَا غَرَاماً

"نسار اور جفار کے دن دونوں عذاب تھے اور دونوں لازم تھے"۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَانَ غَرَامًا کے بارے میں بتائیے کہ غرام کیا ہے؟ فرمایا حد درجہ حریص اسی کے بارے میں شاعر نے کہا:

وَمَا اَكْلَةٌ اِنْ نِلْتُهَا بِغَنِيمَةٍ وَلَا جُوعَةٌ اِنْ جُعْتُهَا بِغَرَمٍ

marfat.com
Marfat.com

"وہ کھانا نہیں اگر میں اسے غنیمت کے بدلے کھاؤں اور وہ بھوک نہیں اگر میں اسے پسندیدہ چیز کے بدلے میں پاؤں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: لوگ جان چکے ہیں ہر قرض خواہ اپنے مقروض کو چھوڑ دیتا ہے مگر جہنم جہنمی کو نہیں چھوڑے گی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا سے مراد مومن ہیں، وہ فضول خرچی نہیں کرتے کہ وہ معصیت میں جا پڑیں، نہ وہ بخل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کریں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ولم یقتروا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسراف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مال خرچ کرنا ہے اور اقتار سے مراد اللہ تعالیٰ کے حق کو روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لوٹنے کی جگہ بنائی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ کی طرف لوٹ آؤ۔ خرچ کرنے والے کے بارے میں فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿ (الاحزاب) فرمایا سچی بات کرو۔ مومنوں کے بارے میں فرمایا قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (النور:30) یعنی جو چیز ان کے لیے حلال نہیں اس سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور سننے کے بارے میں فرمایا الَّذِیۡنَ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَیَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ (الزمر:18) احسن سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ باطل جگہ خرچ نہیں کرتے اور صحیح جگہ خرچ کرنے سے بخل نہیں کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔ وہ کھانا محض اس لیے نہیں کھاتے تھے کہ وہ اس سے لذت حاصل کریں، وہ کپڑے اس لیے نہیں پہنتے تھے کہ خوبصورتی کے طالب ہوں، ان کے دل ایک دل کی مانند تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے قَوَامًا کا معنی عدل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت غفرہ رحمہ اللہ کے غلام عمر سے روایت نقل کی ہے کہ قَوَامًا کا مطلب ہے کہ تو ناحق خرچ نہ کرے اور جہاں لازم ہو وہاں خرچ کرنے سے نہ رکے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے وھب بن منبہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوَامًا کا معنی ہے اموال کا کچھ حصہ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرہ جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ علم عمل سے بہتر ہے، نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے، یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی بخل کرتے ہیں، بہترین امر درمیانہ ہے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 58 (34188)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 46 (مفہوم) 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 47 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 46

marfat.com
Marfat.com

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: فضول خرچی کے لیے کافی ہے کہ ایک آدمی ایک چیز کی خواہش کرے اسے خریدے اور کھالے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: ایک آدمی کی دانائی میں سے یہ ہے کہ وہ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرتا ہے۔(2)

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

"اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا (اس کی) سزا۔ دوگنا کر دیا جائے گا اس کے لیے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل وخوار ہو کر۔ مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف جیسے رجوع کا حق ہے۔"

امام فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ۔(3)

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سعید بن جبیر

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 458 (2100)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ جامع الاحادیث والسنن، جلد 5، صفحہ 474 (20026)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 315، (3783)، دار الکتب بیروت

marfat.com
Marfat.com

کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے قتل کیے اور بہت زیادہ قتل کیے اور بدکاریاں کیں۔ پھر وہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی آپ جو بات کرتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اچھی بات ہے، کاش! آپ ہمیں بتاتے کہ ہم نے جو عمل کیے اس پر کیا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (الزمر:53) نازل ہوئی۔(1)

امام بخاری اور ابن منذر نے حضرت قاسم بن ابی بزہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا وہ آدمی جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کے بارے میں کیا توبہ ہے؟ اور میں نے انہیں یہ آیت وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ پڑھی۔ حضرت سعید نے کہا میں نے یہ آیت حضرت ابن عباس کو سنائی تھی جس طرح تو نے مجھے یہ آیت سنائی ہے۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت مکی ہے جسے مدنی آیت نے منسوخ کر دیا ہے جو سورۃ النساء میں موجود ہے۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت شفی الاصبحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جسے صعود کہتے ہیں۔ کافر اس کی چوٹی پر پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک چڑھتا رہے گا۔ جہنم میں ایک محل ہے جس کو ''ھوی'' کہتے ہیں۔ کافر کو اس کی بلندی سے پھینکا جائے گا تو وہ اس کی بنیاد تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ (طٰہٰ) جہنم میں ایک وادی ہے جسے اثام کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوں گے۔ ایک سانپ کی پشت میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہوگا اور ان میں سے ہر ایک بچھو پالان ڈالے گئے خچر جیسا ہوگا۔ جہنم میں ایک وادی ہوگی جس کو غی کہتے ہیں جو پیپ اور خون سے بہ رہی ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا وقت پر نمازیں۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کون سا عمل ہے؟ فرمایا تو اپنے بچے کو محض اس لیے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے پوچھا کیا وہ کسی عمل کو دوسرے پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں حضرت ابن مسعود نے فرمایا تھا تو نے مجھ سے اسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور مقرب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھے زیادہ جواب دیتے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے

1۔صحیح بخاری، تفسیر سورۂ زمر، جلد 4، صفحہ 1811 (4532)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ایضاً، تفسیر سورۂ فرقان، جلد 4، صفحہ 1784 (4484)

marfat.com
Marfat.com

ہاں سب سے ناپسندیدہ اور سب سے دور کرنے والا عمل کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تمہیں تخلیق فرمایا ہے، تو اپنی اولاد کو قتل کرے محض اس وجہ سے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی اور تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوقتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو مخلوق کی عبادت کرے اور خالق کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اور اپنے کتے کو کھلائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں ایک وادی ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں پیپ اور خون کی وادی ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں وادیاں ہیں جن میں بدکار رہتے ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَثَامًا کا معنی سزا ہے۔ ہم یہ باتیں بھی کرتے تھے کہ اس سے مراد جہنم کی وادی ہے(4) ہمارے سامنے یہ بات بھی کی گئی ہے کہ حضرت لقمان کہا کرتے تھے اے بیٹے! بدکاری سے بچو، اس کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور انتہاء شرمندگی پر ہوتی ہے۔

امام ابن مبارک نے زہد میں حضرت شفیی الاصبحی سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جسے اَثَامًا کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوتے ہیں جس کی کمر میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہوگا، اس میں بچھو پالان ڈالے ہوئے خچر جتنا ہوگا۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے یہ تو بتائیے اَثَامًا کیا چیز ہے؟ فرمایا جزا۔ اس بارے میں عامر بن طفیل نے کہا:

وَرَوَّيْنَا الْأَسِنَّةَ مِنْ صَدَاءٍ ۔۔۔ وَلَاقَتْ حِمْيَرٌ مِنَّا أَثَامَا

''ہم نے نیزوں کی پیاس بجھائی اور حمیر نے ہماری طرف سے جزا پائی''۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا پڑھا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے يُّضٰعَفْ کو رفع کے ساتھ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ میں يَخْلُدْ کو یاء کے رفع اور لام کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فِيْهٖ میں ''ہ'' ضمیر سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 54 5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 76 (10002)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com

عذاب ہے مُهَانًا یعنی اس میں اس کو ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا ہم میں سے تو ہر ایک نے شرک کیا ہے، اس نے قتل کیا ہے اور بدکاری کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا (الزمر:53) نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے جنہوں نے شرک میں یہ مقام پایا۔ پھر اس کے بعد یہ آیت إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کو اسلام، نافرمانی کو طاعت، انکار کو معرفت اور جہالت کو علم سے بدل دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ تبارک (فرقان) کی آیت مدینہ طیبہ میں حضرت حمزہ کے قاتل وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کہا کرتے تھے ہم اسلام اور اس کی فضیلت کو جانتے ہیں مگر ہمارے لیے توبہ کی صورت کیسے بن سکتی ہے جبکہ ہم نے بتوں کی عبادت کی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو قتل کیا ہے، ہم نے شرابیں پی ہیں اور مشرک عورتوں سے نکاح کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ نازل فرمائی۔ پھر ان کی توبہ کا حکم نازل ہوا إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے، مشرکات کے ساتھ نکاح کرنے کو مومنات کے ساتھ نکاح کرنے اور بتوں کی عبادت کرنے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ بدل دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ۔ انہوں نے جواب دیا یہ دور جاہلیت میں تھے۔ انہوں نے شرک کیا، لوگوں کو قتل کیا اور بدکاریاں کیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت إِلَّا مَن تَابَ نازل فرمائی۔ اب توبہ، ایمان اور عمل صالح آ گیا جبکہ پہلے شرک، قتل اور زنا تھا۔ یہ تین افعال ان تین افعال کی جگہ ہو گئے۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے کئی سال تک اس آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ...... يَلْقَ أَثَامًا کو پڑھا۔ پھر یہ آیت إِلَّا مَن تَابَ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی خوشی ہوئی جتنی اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے خوشی ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (الفتح:1) سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔(2)

امام عبد بن حمید نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا ہم دور جاہلیت میں شرک اور قتل کیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت إِلَّا مَن تَابَ نازل ہوئی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 55

2۔ مجمع الزوائد، کتاب التوبہ، جلد 10، صفحہ 321 (17497)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

اللهِ......... يَلْقَ اَثَامًا سے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ .... حَسَنٰتٍ کو مستثنیٰ کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر میں واپس لوٹا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے۔ اس نے کہا میں تم سے ایک کام کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آئی ہوں جو کام میں نے کیا ہے، کیا میرے لیے اس سے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے بدکاری کی جس کے نتیجے میں میں نے ایک بچہ جنا اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ وہ اٹھی اور کہہ رہی تھی ہائے افسوس! کیا یہ جسم جہنم کی آگ کے لیے بنایا گیا ہے؟ جب میں نے اسی صبح حضور ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو میں نے اس عورت کا واقعہ بیان کیا حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اسے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کوئی توبہ نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی ہے، کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا تھا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ .... اِلَّا مَنْ تَابَ حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں حضور ﷺ کے پاس سے نکلا اور مدینہ طیبہ کے ہر گھر اور گلی میں کھڑا ہوا اور کہا اگر تم میں وہ عورت ہے جو ابو ہریرہ کے پاس آئی تھی، وہ آئے اور اسے بشارت ہو۔ جب میں عشاء کے وقت گھر واپس آیا تو وہ میرے دروازے پر کھڑی تھی۔ میں نے اسے کہا تجھے خوش خبری ہو، جو بات تم نے کی تھی اور جو کچھ میں نے تم سے کہا تھا میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تھا۔ تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی اور یہ آیت میں نے اس عورت کو پڑھ کر سنائی۔ تو وہ عورت سجدہ میں گر گئی اور کہا میں اس اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہوں جس نے میرے لیے توبہ اور اس گناہ سے نکلنے کی راہ بنائی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ لونڈی (وہ لونڈی اس کے ساتھ تھی) اور اس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہیں اور میں نے جو عمل کیا تھا اس سے توبہ کرتی ہوں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سے مراد مومن ہیں وہ ایمان لانے سے قبل برائیوں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں برائیوں سے نفرت دلائی اور نیکیوں کی طرف پھیر دیا اور برائیوں کی جگہ نیکیوں سے بدل دیا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مگر جس نے گناہ سے توبہ کی، اپنے رب پر ایمان لایا اور اپنے رب کے درمیان معاملات کو درست کرے تو یہی وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا یہاں تبدیلی سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اس کی طاعت کرنا، اللہ تعالیٰ کو بھلانے کے بعد اس کا ذکر کرنا اور برائی کرنے کے بعد بھلائی کا کام کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برے عمل کو اچھے عمل سے، شرک کو اخلاص سے، بدکاری کو پاکدامنی سے بدل دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 55

marfat.com

Marfat.com

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شرک کے بعد ایمان سے بدل دیتا ہے۔

عبد بن حمید نے مکحول سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو نیکیاں بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ جبکہ حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ دنیا میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں کتاب دی جائے گی۔ مومن اپنے گناہ پڑھے گا۔ جب وہ گناہ پڑھے گا تو اس کا رنگ سیاہ ہو جائے گا۔ جب اس کا گزر نیکیوں سے ہوگا۔ انہیں پڑھے گا تو اس کا رنگ پلٹ آئے گا۔ پھر کیا دیکھے گا کہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔ اسی وقت وہ کہے گا هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ (الحاقہ)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک آدمی کو صحیفہ دیا جائے گا۔ وہ صحیفہ کا اوپر والا حصہ پڑھے گا تو اس میں برائیاں ہوں گی۔ تو وہ سوء ظن کا شکار ہوگا۔ پھر وہ اس کے نیچے والے حصے میں دیکھے گا تو وہاں نیکیاں ہوں گی۔ پھر اوپر والے حصے میں دیکھے گا تو انہیں نیکیوں سے بدل دیا گیا ہوگا۔

امام احمد، ہناد، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ حکم ہوگا اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو۔ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور بڑے گناہ دور رکھے جائیں گے، اسے کہا جائے گا تو نے یہ یہ گناہ کیے ہیں وہ اقرار کرتا جائے گا، انکار نہیں کرے گا۔ وہ بڑے گناہوں کے بارے میں ڈرے گا کہ ابھی وہ آئیں گے۔ پھر حکم ہوگا اس کے ہر برے عمل کی جگہ نیکی دے دو۔ (1)

امام ابن حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ لائے جائیں گے۔ وہ خواہش کریں گے کاش! ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں بدل دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہاں تک کہ بندہ آرزو کرے گا کہ اس کی خطائیں اس سے بھی زیادہ ہوتیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جائے گا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ یہ آرزو کریں گے کہ ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ ابو العالیہ نے کہا یہ کس لیے؟ ان سے عرض کرنے والے نے عرض کی کہ وہ اس آیت سے تاویل کرتے ہیں يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ابو العالیہ نے کہا اس نے ایسی بات کی خبر دی جس کو وہ نہیں جانتا کہا اللہ تعالیٰ نے کتاب میں جو نازل کیا ہے میں اس پر ایمان لایا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی يَوْمَ تَجِدُ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 614 (2596)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۔ (آل عمران:30)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی ہے جو دھوکہ باز اور فاجر ہے، اس نے کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں چھوڑا بلکہ خود اسے کیا۔ اگر اس کی غلطیاں اہل زمین پر تقسیم کی جائیں تو وہ ان سب کو ہلاک کر دیں، تو کیا توبہ کی کوئی صورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو مسلمان ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بخشنے والا اور تیری خطاؤں کو نیکیوں میں بدلنے والا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیوں اور تیرے گناہوں کو بھی بخشنے والا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان آیا۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتائیے جس نے ہر برائی اور غلطی کی اس کے لیے جوئے کے تیر یا اس سے بڑھ کر کسی عمل کا موقع ملا۔ تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کیا۔ اگر اس کی خطائیں اہل مدینہ پر تقسیم کی جائیں تو سب کو ڈھانپ لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو چکا ہے؟ اس نے عرض کی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اللہ تعالیٰ نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیاں اور تیرے گناہوں کو بھی بخش دیا ہے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ وہ نوجوان واپس مڑا اور وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر۔

امام بغوی، ابن قانع اور طبرانی نے ابو طویل شطب الممدود سے روایت نقل کی ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتائیے جس نے تمام گناہ کیے اوپر والی روایت کی طرح روایت کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ برائیوں کا نیکیوں میں بدلنا قیامت کے روز ہوگا۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوگا جبکہ کتاب اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ برائیوں اور نیکیوں کو دیکھ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہ بخش دیئے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ تو وہ سجدہ کرے گا۔ مخلوق کہے گی اس بندے کو مبارک! اس نے کبھی بھی غلطی نہیں کی۔

امام طبرانی نے ابو مالک اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سوتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے کہ اپنا صحیفہ مجھے دو۔ شیطان اسے اپنا صحیفہ دے دیتا ہے۔ تو اس کے صحیفہ میں جو ایک نیکی پاتا ہے۔ تو اس کے بدلے میں شیطان کے صحیفہ میں سے دس برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کی جگہ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سوئے تو تینتیس (33) بار اللہ اکبر کہے، چونتیس (34) بار الحمد للہ کہے اور تینتیس (33) بار سبحان اللہ کہے۔ تو یہ کل سو بن جاتا ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت سعید بن عبد العزیز سے وہ حضرت مکحول سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کی جگہ نیکیاں رکھ دے گا۔ کہا میں نے مکحول کو دیکھا کہ وہ غصہ میں ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ کانپنے لگے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 314 (7235)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 296 (3451)

marfat.com
Marfat.com

وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۝ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

''اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گزرتے ہیں کسی لغو چیز کے پاس سے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے ہیں۔ اور وہ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے ان کے رب کی آیات سے تو نہیں گر پڑتے ان پر بہرے اور اندھے ہو کر۔ اور وہ جو عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! مرحمت فرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کے لیے پیشوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زور مدینہ طیبہ میں ایک بت تھا جس کے ارد گرد لوگ ساتوں دن کھیلتے رہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس کے پاس سے گزرتے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے اس کو دیکھتے تک نہ تھے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد شرک ہے۔

امام خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد مشرکوں کی عیدیں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد جھوٹ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن باطل پرستوں کی باطل پر مدد نہیں کرتے اور نہ ہی اس معاملہ میں ان سے دوستی کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد بری مجلسیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ دور جاہلیت میں ایک کھیل تھا۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت محمد بن حنیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا اور لہو و لعب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو حجاف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غناء سے مراد نوحہ ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغضب'' میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانے کی مجلسیں ہیں۔ جب ان لوگوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں تو وہ درگزر کرتے ہیں۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے: وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ فضول کام کرنے والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں، ان سے گفتگو نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مکی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اعراض کرتے ہوئے گزرے اور نہ ٹھہرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن مسعود نے صبح یا شام کریم ہو کر گزاری ہے۔ پھر ابراہیم نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو نہ ان کے حال میں اور نہ ان کے دل میں ہوتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لغو نافرمانیاں ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ نکاح (حقوق زوجیت) کے تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق سننے سے بہرے اور حق دیکھنے سے اندھے نہیں ہوتے۔ یہ ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل عطا کی گئی۔ انہوں نے کتاب اللہ سے جو سنا اس سے فائدہ اٹھایا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کتنے ہی قاری ہیں جو اس آیت کو زبان سے پڑھتے ہیں اور اس پر بہرے اور اندھے بن کر گر پڑتے ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ کی یہ تفسیر کی ہے: جو ان میں سے طاعت کا عمل کرے تو اس سے دنیا و آخرت میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی ہمیں ہدایت کا امام بنا دے کہ ہم سے ہدایت لی جائے۔ ہمیں گمراہی کا امام نہ بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل سعادت کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (الانبیاء: 73) اور اہل شقاوت کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (القصص: 41)(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حسن و جمال کے طالب نہیں بلکہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کے بارے میں یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اطاعت شعار بنیں۔

امام ابن مبارک نے "البر والصلۃ" میں سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام عکرمۃ، جلد 7، صفحہ 220 (35495)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 59

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 60 (مفہوم)

6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 62-63

marfat.com
Marfat.com

نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں ہوگی یا آخرت میں؟ فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! بلکہ یہ دنیا میں ہوگی۔ عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے بھائی اور قریبی دوست سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دیکھے گا۔ اللہ کی قسم! ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ ہوگی کہ وہ اپنے بچے، اپنے والد، اپنے دوست اور بھائی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو تیری عبادت اچھی طرح کریں، وہ عبادت کرتے وقت کسی قسم کا گناہ نہ کریں۔ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یعنی ہمیں ان کا مقتدا بنادے۔(2)

امام احمد، امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو جاہلیت کے جن مشکل حالات میں مبعوث فرمایا ان میں سے مشکل ترین حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ وہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ بتوں کی عبادت سے بھی بڑھ کر کوئی دین ہوسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرقان لائے جس نے حق اور باطل میں تفریق کردی، والد اور بیٹے کے درمیان تفریق کردی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے والد، اپنے بیٹے اور بھائی کو کافر دیکھتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کے تالے کو ایمان کے ساتھ کھول دیا اور وہ یہ جانتا تھا کہ اگر اس کا یہ رشتہ اسی حال میں فوت ہوگیا تو جہنم میں داخل ہوجائے گا۔ تو اس کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی اور وہ جانتا ہے کہ اس کا پیارا رشتہ دار جہنم میں ہوگا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ذُرِّیّٰتِنَا کو واحد کا صیغہ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بھلائی میں قائد، داعی اور ہادی بنادے جن کی بھلائی میں اقتداء کی جاتی ہو۔

فریابی نے ابو صالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمیں متقین کا امام بنادے کہ ہماری ہدایت کی پیروی کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾

''یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کو بدلہ میں ملے گا (جنت کا) بالا خانہ ان کے صبر کرنے کے باعث اور ان کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 62، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 62,63

3۔ الادب المفرد، باب الولد قرة العین، جلد 1، صفحہ 178 (87)، مکتبہ مدنی قاہرہ

marfat.com
Marfat.com

استقبال کیا جائے گا وہاں دعا اور سلام سے، وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس میں، بہت عمدہ ٹھکانہ اور قیام گاہ ہے"۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے "نوادر الاصول میں" حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس ارشاد باری تعالیٰ اُولٰٓئِکَ یُجۡزَوۡنَ الۡغُرۡفَۃَ کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بالا خانہ سرخ یاقوت یا سبز زبرجد یا سفید موتی کا ہوگا۔ اس میں نہ کوئی چیز ٹوٹی ہوئی ہوگی نہ پھٹی ہوئی ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے الغرفة کا معنی جنت نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے "حلیہ" میں حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں وہ فقر پر جو صبر کرتے رہے ہیں اس پر انہیں بدلہ دیا جائے گا۔(2)

امام زاہر بن طاہر شحامی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہوں گے جن میں اوپر سے زنجیر اور نیچے سے ستون نہ ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ان بالا خانوں میں رہنے والے کیسے ان میں داخل ہوں گے۔ فرمایا وہ پرندوں کی طرح اس میں داخل ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کن کے لیے ہوں گے؟ فرمایا بیماروں، درد والوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لیے ہوں گے۔

امام احمد نے حضرت ابو مالک اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بالا خانے ان لوگوں کے لیے تیار کیے ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرم گفتگو کرے، پے درپے روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولٰٓئِکَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ان آیات میں ہوا انہیں آخرت میں جنت دی جائے گی کیونکہ انہوں نے اپنے رب کے حکم پر صبر کیا۔ انہیں فرشتے سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں موت نہیں آئے گی۔ ان کا جنت میں اچھا ٹھکانہ اور اچھی قیام گاہ ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن سیرین کو ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا تجھے اللہ تعالیٰ زندگی عطا کرے۔ حضرت ابن سیرین نے کہا بہترین سلام جنتیوں کا سلام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الۡغُرۡفَۃَ کو واحد اور یُلَقَّوۡنَ کو تخفیف اور یاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ ۚ فَقَدۡ کَذَّبۡتُمۡ فَسَوۡفَ یَکُوۡنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

"آپ فرمایئے کیا پرواہ ہے تمہاری میرے رب کو اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور تم نے (تو الٹا) جھٹلانا شروع کر دیا۔ تو یہ جھٹلانا تمہارے گلے کا ہار بنا رہے گا"

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 39 (34031)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 181، مکتبۃ الخانجی مصر

3۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 3، صفحہ 361، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ کا معنی لَوْ لَا اِيْمَانُكُمْ کیا ہے کہ اگر تمہارا ایمان نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی حاجت نہیں کیونکہ اس نے تمہیں بطور مومن پیدا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت ہوتی تو ان کے لیے بھی ایمان کو محبوب بنا دیتا جیسے اس نے مومنوں کے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا تھا۔ لِزَامًا کا معنی موت ہے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ما یعبأ'' کا معنی مایفعل ہے کہ وہ کیا کرے گا۔ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی اگر اس کی تمہیں یہ دعوت نہ ہوتی کہ تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کی اطاعت کرو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت ولید بن ابو الولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تمہیں تخلیق فرمانے میں مجھے کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ تم مجھ سے سوال کرو تو میں تمہیں بخش دوں۔ تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں عطا کروں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ فرقان پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو كَذَّبْتُمْ کی جگہ كَذَّبَ الْكَافِرُوْنَ پڑھا۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری رحمہم اللہ نے '' مصاحف' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی كَذَّبَ الْكَافِرُوْنَ قرات کی۔ (4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے لِزَامًا کا معنی موت نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لِزَامًا سے مراد بدر کے دن قتل کرنا ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے لِزَامًا کا معنی وہ قتل کیا ہے جس کا مشرکوں کو غزوۂ بدر کے روز سامنا کرنا پڑا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا گزر چکا۔ یہ وہ تھا جو غزوۂ بدر کو ہوا ستر آدمی قتل کر دیے گئے اور ستر آدمی گرفتار کئے گئے۔ (6)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے '' دلائل' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں (۱) دھواں (۲) چاند کا شق ہونا (۳) رومیوں کی فتح (۴) بطشہ (پکڑ) (۵) لزام۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 65,68، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 65,66
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 66
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 67
6۔ ایضاً
7۔ صحیح بخاری تفسیر سورۂ فرقان، جلد 4، صفحہ 1785 (4489)، دار ابن کثیر دمشق

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ لِزَامًا سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِزَامًا کا معنی بدر کا دن کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں اور پانچ باقی ہیں (۱) چاند کا شق ہونا، اسے ہم نے خود دیکھا۔(۲) دخان (۳) بڑی پکڑ (۴) بانجھ دن (۵) لزام۔ یہ گزر چکی ہیں۔(2) واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 89 (10045)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com